اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یَشَاءُ ۔ عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَحمُودًا

غلام احمد قادیانی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

تار کا پتہ الفضل قادیان

THE ALFAZL

QADIAN

الفضل

اخبار، ہفتہ میں دوبار

فی پرچہ ایک آنہ

قادیان

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی سے، ششماہی للعہ سہ ماہی ۶/

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۱۰۵ ۔ مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۲۶ء یوم سہ شنبہ ۔ مطابق ۱۴ شوال ۱۳۴۴ھ ۔ جلد ۱۳

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ حضور نے ۲۳ اپریل خطبہ جمعہ آپس میں ایک دوسرے سے عفو اور درگذر کرنے کے متعلق ارشاد فرمایا:-

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب لاہور سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

۲۳ اپریل۔ بعد نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں مجلس ارشاد کا جلسہ زیر صدارت مولوی عبد الرحیم صاحب نیر منعقد ہوا جس میں شیخ محمود احمد صاحب نے عربی زبان میں اس موضوع پر تقریر کی۔ کہ میں نے مصر میں کیا دیکھا۔ جس کا مفہوم مولوی غلام نبی صاحب نے پنجابی میں بیان کیا ٭

اخبار احمدیہ

نظارت دعوت وتبلیغ کی ہفتہ واری اطلاع

ہفتہ مختتمہ ۱۵ اپریل میں صرف سات مقامات کے تبلیغی سکرٹریوں نے اپنی رپورٹیں بھیجیں۔ جنمیں سے کیمل پور گوکھووال اور گوردوسرسلانی کی رپورٹیں خوش کن اور احباب کی سرگرمی ظاہر کرنے والی تھیں۔ بیرونی مشنوں کے متعلق اس ہفتہ میں جو اطلاعات پہنچی ہیں۔ ان سے معلوم ہوا ہے کہ دمشق میں لڑائی کی وجہ سے تبلیغ میں مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ تاہم کچھ نہ کچھ سلسلہ تبلیغ جاری ہے۔ ایک عربی ٹریکٹ عقائد الجماعۃ الاحمدیہ چھپوا کر ذی علم اور سمجھدار لوگوں کو بذریعہ ڈاک بھیجا گیا ہے۔ علاقہ سماٹرا میں مولوی رحمت علی صاحب تن دہی سے کام کر رہے ہیں۔ وہاں مخالفت دن بدن بڑھ رہی ہے ٭

اعلان نظارت دعوت وتبلیغ

علاقہ پٹیالہ کی بعض جماعتوں کی درخواست کی بنا پر حافظ جمال احمد صاحب کو روانہ کیا جاتا ہے۔ ایک ماہ میں وہ اس علاقہ کی تمام جماعتوں کا دورہ کریں گے ٭ قائمقام ناظر دعوت وتبلیغ۔ قادیان

اعلان نظارت امور عامہ

برٹش گیانا کے متعلق الفضل مورخہ ۱۳ اپریل ۱۹۲۶ء میں نہایت واضح قواعد درج کئے گئے ہیں۔ جنمیں لکھا ہے کہ گورنمنٹ آف انڈیا برٹش گیانا کی گورنمنٹ سے ملکر ایک کمشنر مقرر کرائیگی۔ جو برٹش گیانا کے لئے لوگوں کو بھرتی کریگا۔ اور قواعد مطبوعہ کے ماتحت انتظام کرے گا۔ پس جس کسی کو جانا ہو۔ وہ کمشنر کی معرفت درخواست دیگا۔ دفتر ہذا سے کوشش کی گئی ہے۔ کہ گورنمنٹ آف انڈیا سے دریافت کیا جائے کہ کمشنر کون مقرر ہوا ہے یا کب مقرر ہو گا۔ اور جب مقرر ہو ہمیں اطلاع دی جائے۔ پس یا تو احباب دوسرے اعلان کا انتظار کریں یا براہ راست گورنمنٹ ہند کے دفتر ہوم ڈیپارٹمنٹ سے خط وکتابت خود کریں۔ لہذا کسی خط کا جواب میری طرف سے نہیں دیا جائے گا۔ جو برٹش گیانا کے متعلق ہو۔ جب تک کہ میں گورنمنٹ سے اطلاع پا کر اعلان نہ کروں۔ ناظر امور عامہ،

جناب چوہدری ظفراللہ خان صاحب کی شادی

یہ خبر نہایت مسرت اور خوشی کے ساتھ سنی جائیگی۔ کہ سلسلہ کے نہایت مخلص اور درخشندہ گوہر جناب چودہری ظفراللہ خان صاحب بی اے بیرسٹرایٹ لار امیر جماعت احمدیہ لاہور کا نکاح عید کے دوسرے روز ۱۵ر اپریل بھاگلپور میں جناب شمشاد علی خان صاحب ایم۔ این سی آئی۔ سی۔ ایس کلکٹر بھاگلپور کی بڑی صاحبزادی سے ہوا ہے۔ برات ۱۲ر اپریل کو لاہور سے چلکر ۱۴ر کو بھاگلپور پہنچی۔ جس کی بے حد خاطر تواضع کی گئی۔ خطبہ نکاح مولانا مولوی عبدالماجد صاحب نے پڑھا۔ ہم اس تقریب سعید پر جناب چودہری صاحب اور ان کے محترم و بزرگ والد ماجد جناب چودہری نصراللہ خان صاحب اور تمام خاندان کو مبارکباد دیتے ہیں۔ نیز جناب شمشاد علی خان صاحب اور ان کے تمام خاندان کو بھی مبارکباد کہتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ اس تقریب کو طرفین کے لئے مبارک اور بامثمر بنائے۔ آمین،

نظارت بہشتی مقبرہ کے سکرٹری

وصایا کا کام اس قدر وسیع ہو گیا ہے۔ کہ اگر بیرونجات کی انجمنوں میں ان کی توسیع و تکمیل اور وصولی کے لئے سکرٹری مقرر نہ کئے جائیں۔ تو کام میں سخت حرج واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا التماس ہے۔ کہ جس طرح تبلیغ وغیرہ دوسرے اہم کاموں کے لئے جداگانہ سکرٹری مقرر ہیں۔ اسی طرح ہر ایک جماعت میں نظارت مقبرہ بہشتی کے لئے بھی سکرٹری مقرر کر کے دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع بخشیں۔ ان نظارت بہشتی مقبرہ کے سکرٹریوں سے تین کام لئے جائینگے۔ (اول) ان کے پاس فارم وصیت ہونگے۔ اور وہ اپنے حلقہ میں وصیت کی ضرورت بیان کرینگے۔ اور جب کوئی آمادہ ہو۔ تو فارم پُر کراکے مرکز میں بھیجدینگے۔ (دوم) تکمیل وصیت کے متعلق مفصل ہدایات ان کے پاس ہونگی وہ ان کے مطابق ان کی تکمیل کرائینگے اور جائدادوں کی تشخیص قیمت اور آمد کا اندراج اپنی نگرانی میں کرائیں گے (سوم) وفات کے بعد نعشوں کے یہاں پر پہنچانے اور حصہ جائداد کی وصولی میں یا حین حیات میں حصہ آمد کی وصولی میں دفتر نظارت بہشتی مقبرہ کی اعانت کرینگے۔ فقط

محمد سرور شاہ سکرٹری انجمن کارپرداز مصالح قبرستان

والئی کشمیر کی رعایا نوازی

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب الفضل السلام علیکم۔ براہ مہربانی مندرجہ ذیل الفاظ الفضل کی تازہ اشاعت میں شائع فرمائیں۔

امسال عید الفطر کے موقع پر ہز ہائنس مہاراج صاحب بہادر جموں و کشمیر حسب اعلان نماز عید پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی طرف سے حسب دستور سابقہ فرش اور شامیانہ کا وسیع انتظام تھا جمیں نماز عید ادا کی گئی۔ احترام و تعظیم کی غرض سے جب تک نماز پڑھی جاتی رہی ہز ہائنس مع عملہ دربار کھڑے رہے۔ مسلمان کثیر تعداد میں موجود تھے۔ ہز ہائنس نے نہایت مہربانی فرماتے ہوئے امام جماعت احمدیہ اور امام انجمن اسلامیہ کو دو خلعتیں عطا فرمائیں۔ دُعا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ایسے نیک دل اور مہربان حکمران کا سایہ دیر تک ہمارے سر پر رکھے۔ آمین۔

خاکسار فیض احمد۔ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ جموں

اعلیٰ خدمات کی سند

بابو عمرالدین صاحب احمدی سب ڈویژنل کلرک انہار بہاولنگر کو پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے بر موقعہ افتتاحی رسم سلیمانکی ہیڈ اپنے فرائض منصبی محنت اور دیانت سے بجالانے پر ایک قابل فخر سند عطا ہوئی ہے۔ فضل حق احمدی ریلوے گارڈ۔ بہاولنگر

احمدیہ گرلز سکول سیالکوٹ

احمدیہ گرلز سکول جو گذشتہ سال سے جامع مسجد احمدیہ کبوترانوالی میں جاری ہے۔ اس سال یکم اپریل سے بفضلہ تعالیٰ اس میں چوتھی جماعت بھی کھول دی گئی ہے۔ علاوہ اس کے یہ مدرسہ اب امدادی مدارس میں شمار کیا گیا ہے مسلمان لڑکیوں کے واسطے یہ مدرسہ بمقابلہ تمام دیگر مدارس کے مفید ثابت ہوا ہے۔ کیونکہ اس میں سرکاری نصاب تعلیم کے مطابق پڑھائی کے علاوہ دینی تعلیم کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ اور یہی اس مدرسہ کے جاری کرنے کا اصل مدعا ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ مدرسہ ہذا سے فائدہ اُٹھائیں۔ اور جو لڑکیاں چوتھی جماعت تک تعلیم پانے کے قابل ہوں۔ انہیں اس مدرسہ میں داخل کرائیں۔ خاکسار سکرٹری تعلیم و تربیت جماعت احمدیہ سیالکوٹ

سیالکوٹ میں ختم قرآن

رمضان میں جماعت احمدیہ شہر سیالکوٹ میں حافظ جمال احمد صاحب نے تراویح میں قرآن شریف سنایا۔ جماعت کے احباب گو دور اطراف شہر میں رہتے تھے۔ مگر پھر بھی کثیر التعداد میں مرد اور مستورات مسجد احمدیہ کبوترانوالی میں جمع ہو کر شریک صلوٰۃ تراویح ہوتے تھے۔ اور غیر احمدی بھی دلچسپی لیتے تھے۔ بعض نماز میں شریک بھی ہو جاتے تھے۔ چند غیر مبایع احباب بھی شرکت اختیار کرتے تھے۔ ایک سکھ صاحب بھی باقاعدہ ہر روز قرآن شریف سننے آتے رہے حافظ صاحب ہر دو یا چار رکعت کے بعد جتنا قرآن شریف سُنا چکتے۔ اس کا خلاصہ بھی سُنا دیتے تھے۔ حافظ صاحب جمعہ کے خطبوں میں جماعت کی اصلاح اور تربیت کو مدنظر رکھتے رہے۔ اور حسب موقعہ غیروں میں بھی تبلیغ کرتے رہے۔

درخواست دُعا

خاکسار عرصہ دس بارہ سال سے بیماری و قرضہ میں مبتلا ہے۔ اور دو سال سے میری بہو بھی فوت ہو گئی ہے۔ اور گھر بھی گر گیا ہے۔ ابتلاء پر ابتلاء آتا جاتا ہے۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ مشکلات دور فرمائے۔ آمین

خاکسار غلام غوث محمد۔ قریشی احمدی گولیکی ضلع گجرات

بیعت

بابو عبدالکریم صاحب ولد شیخ احمدالدین صاحب موٹر ڈرائیور جہلم نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کی سعادت حاصل کر لی ہے۔

خاکسار مفتی فضل الرحمٰن۔ قادیان،

(۲) میری ضعیف العمر دادی صاحبہ مسماۃ امیرن نشان نے اللہ پاک سے توفیق پاکر ۷ر اپریل ۱۹۲۶ء کو ہادی زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لاکر اعلان بیعت کر دیا ہے۔

خاکسار محمد عبداللہ۔ مٹور ضلع راولپنڈی

ولادت

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس عاجز کو دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس کا نام اعجاز احمد رکھا گیا ہے۔ بزرگان سلسلہ سے عاجزانہ عرض ہے کہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اسے صحت و عمر عطا فرمائے۔ اور نیک صالح اور خادم دین بنائے

محمد امیر علی سب پوسٹماسٹر۔ چکوال

ساس سے نکاح کرنے والا

ایک شخص جنھوں نے اپنا پتہ نہیں لکھا۔ دریافت کرتے ہیں کہ ایک غیر احمدی نے ایک لڑکی سے نکاح کیا۔ بعد نکاح وہ لڑکی نابالغی کی حالت میں ہی فوت ہو گئی۔ آیا وہ شخص اس لڑکی کی ماں یعنی اپنی ساس سے نکاح کر سکتا ہے۔ اگر اس نے کر لیا ہو تو کیا حکم ہے ؟

اس کا جواب یہ ہے۔ جس عورت سے نکاح کیا جائے محض عقد نکاح سے اس عورت کی ماں ہمیشہ ہمیش کے لئے حرام مطلق ہو جاتی ہے۔ اگر اس سے نکاح کرے۔ تو وہ نکاح باطل ہے۔ اس کے فسخ کرانے کی بھی حاجت نہیں ہے۔ وہ ایسا ہی نکاح باطل ہے جیسا کہ اپنی ماں یا بہن سے نکاح کرے۔ ایسا شخص اگر مصر ہو یعنی تعلق نہ چھوڑے تو وہ اسلام سے خارج ہے۔ المفتی حافظ روشن علی،

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۲۷ اپریل ۱۹۲۶ء

خطبہ عید الفطر

عید کی خوشی کا حق کس طرح حاصل ہو سکتا ہے

خدا تعالیٰ اور مخلوق سے اجتماع ہونے پر

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

فرمودہ ۱۴ اپریل ۱۹۲۶ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

بسا اوقات دنیا میں انسان اپنی

صحیح حالت کا اندازہ

لگانے سے قاصر رہ جاتا ہے۔ بہت دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ ایک انسان ترقی کی طرف جا رہا ہوتا ہے۔ کامیابی کی طرف چل رہا ہوتا ہے۔ اور فتح و ظفر کی طرف قدم مار رہا ہوتا ہے۔ لیکن خیال کرتا ہے۔ کہ میں ناکام ہو رہا ہوں شکست کھا رہا ہوں اور بہت دفعہ دیکھا گیا ہے۔ انسان یہ خیال کرتا ہے کہ میں کامیاب ہو رہا ہوں۔ ترقی کی طرف جا رہا ہوں۔ اور فتح و ظفر کی طرف قدم مار رہا ہوں لیکن درحقیقت وہ ناکام ہو رہا ہوتا ہے اور شکست کے سامان اس کے لئے پیدا ہو رہے ہوتے ہیں۔ اس

غلطی کا نتیجہ

یہ ہوتا ہے۔ کہ بسا اوقات انسان کامیابی کے سرے پر پہنچ کر پھر ہمت ہار دیتا ہے۔ اور اس دھوکہ کی وجہ سے جو اس کے نفس کو لگا ہوتا ہے۔ کہ شکست کھا رہا ہوں۔ واقعہ میں وہ شکست کھا جاتا ہے۔ اور اسی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ جن کے لئے تباہی کے سامان ہو رہے ہوتے ہیں۔ وہ اندھا دھند چلے جاتے ہیں اور بغیر علاج کے موت کے منہ میں جا پڑتے۔ اور اپنے فریب میں آپ ہی الجھ جاتے ہیں۔ اس لئے انسان کی صحیح حالت کا اندازہ ضروری ہوتا ہے۔ اور صحیح اندازہ ہی اس کی ترقی میں بہت بڑا ممد ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی اپنے متعلق صحیح اندازہ نہیں لگاتا تو بسا اوقات کامیابی اس کے ہاتھ میں آئی ہوئی جاتی رہتی ہے اور بسا اوقات وہ ناکامی سے بچ سکتا تھا۔ مگر کوشش نہیں کرتا۔ پس

صحیح اندازہ

کامیابی کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کوئی حقیقت ہی اس کے لئے ضروری نہیں۔ جس پر قائم ہو۔ بلکہ اس کا صحیح علم بھی ضروری ہے۔ آج کا دن

عید کا دن

کہلاتا ہے۔ اور جس دن کو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے عید کا دن قرار دیا جائے۔ کون ہے جو کہے۔ وہ عید کا دن نہیں ہے لیکن باوجود اس کے کہ یہ عید کا دن ہے پھر بھی خدا تعالیٰ کے قانون کے ماتحت ہو سکتا ہے۔ کہ بعض کے لئے یہ عید کا دن ہو۔ اور بعض کے لئے نہ ہو۔ دیکھو

عمدہ غذاؤں کے عمدہ ہونے میں

شک ہی کیا ہو سکتا ہے۔ اور طیب غذاؤں کے طیب ہونے میں کون شک کر سکتا ہے۔ پھر جن غذاؤں کو خدا تعالیٰ نے جسم کو قوت دینے کے لئے پیدا کیا ہے۔ کون ہے جو ان کی اس صفت سے انکار کر سکے مگر باوجود اسکے کہ طیب غذائیں جسم کو طاقت دیتی۔ صالح خون پیدا کرتی۔ جسم کو فربہ کرتی۔ دماغ کو قوت دیتی ہیں۔ وہی غذائیں انسان کی اپنی حالت کے ماتحت ایسی ہو جاتی ہیں۔ کہ انہیں کھا کر بیمار ہو جاتا ہے۔

دودھ کیسی اعلیٰ درجہ کی غذا ہے

اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر انسان کے لئے بہت فوائد رکھے ہیں قرآن کریم میں اس کی یہ تعریف کی گئی ہے۔ کہ سب سے زیادہ ہضم ہونے والی اور نہایت عمدگی سے جسم میں جذب ہونیوالی غذا ہے لیکن یہی دودھ کسی بیماری اور جسمانی نقص کی وجہ سے مضر ہو جاتا ہے میرا ہی

ذاتی تجربہ

ہے۔ مجھے دودھ کسی صورت میں نہیں پچ سکتا۔ چند دن اگر طبیعت کو مجبور کر کے استعمال کروں۔ تو بخار ہو جاتا ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات سے ایک سال پہلے سے میری یہی حالت چلی آتی ہے۔ سنہ ۱۹۰۷ء میں میں بیمار ہوا۔ تو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے حکم دیا۔ کہ چھ ماہ تک میں دودھ یا شامی کباب خشک کے ساتھ کھانے کے سوا اور کچھ نہ کھاؤں، پیئوں۔ اس کے بعد مجھے دودھ سے قدرتی طور پر تنفر پیدا ہو گیا اور اگر میں استعمال کروں۔ تو بخار ہو جاتا ہے۔ گلہ پک جاتا ہے نزلہ ہو جاتا ہے۔ اس سارے عرصہ میں صرف ایک دفعہ ایسا ہوا ہے کہ دودھ مجھے پچنے لگا۔ اور وہ اس طرح کہ میں حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ایک دفعہ سیر کے لئے پھیرو چیچی کی طرف گیا۔ ہم دریا پر سے پھر کر واپس آ رہے تھے کہ ایک احمدی بھائی نے دودھ کا پیالہ پیش کیا۔ اور اصرار کیا کہ میں پی لوں۔ میں نے ہرچند انکار کیا۔ مگر اس نے نہ مانا۔ آخر میں نے شیخ یعقوب علی صاحب اور مفتی فضل الرحمن صاحب سے جو میرے ساتھ تھے۔ کہا کہ میری مدد کریں۔ اور اس شخص کو سمجھائیں۔ کہ میں تکلف نہیں کرتا۔ بلکہ مجھے دودھ پینے سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ انہوں نے بھی سمجھایا۔ مگر اس نے کسی کی نہ مانی۔ اور یہی اصرار کیا۔ کہ میری خاطر آپ ایک گھونٹ ہی پی لیں۔ میں نے خیال کیا۔ اگر میں انکار پر ہی قائم رہا۔ تو اس کی دل شکنی ہو گی۔ اور ایک گھونٹ کیا بیماری ہے۔ میں نے یہ یقین کرتے ہوئے کہ ضرور بیمار ہو جاؤں گا۔ سارا پیالہ ہی پی لیا۔ مگر اس کا ایسا اثر ہوا۔ کہ نہ صرف وہ دودھ ہضم ہو گیا۔ بلکہ اس کے بعد چھ ماہ تک مجھے دودھ پچتا رہا۔ مگر یہ

خاص واقعہ

خاص حالات کے ماتحت ہوا۔ اور پھر وہی حالت ہو گئی۔ تو دودھ جیسی اعلیٰ غذا بھی انسان کو نہیں پچ سکتی۔ بعض لوگ گوشت نہیں کھا سکتے۔ بعض گھی نہیں ہضم کر سکتے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ اعلیٰ غذائیں نہیں ہیں۔ یہ اعلیٰ اور ضروری ہیں۔ مگر بعض کے حالات کے ماتحت ان کے لئے اعلیٰ نہیں رہتیں ٭

پس یہ بالکل صحیح بات ہے کہ

انسان کے قلب کی حالت

اور اس کے وجود میں جو تغیر پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی وجہ سے کبھی ایسا ہوتا ہے۔ کہ بیرونی چیزیں جو اچھی ہوتی ہیں۔ اس سے مل کر برا نتیجہ پیدا کرتی ہیں۔ اور کبھی ایسی چیزیں جو بری ہوتی ہیں۔ اس سے مل کر اچھا نتیجہ پیدا کر دیتی ہیں۔ دیکھو وہی

خدا تعالیٰ کی کتاب

جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اس میں شفا اور رحمت اور بینات ہیں۔ اسے بعض لوگ جب پڑھتے ہیں۔ تو انہیں اس میں عیب ہی عیب نظر آتے ہیں۔ عیب قرآن کریم میں نہیں۔ مگر جن کی بینائی میں فرق ہوتا ہے۔ ان کو عیب ہی نظر آتے ہیں۔ اس کے مقابلہ میں دیکھو۔ وہ شیطان جس کا کام انسانوں کے دلوں میں شبہے ڈالنا۔ وسوسے پیدا کرنا اور نیکی سے محروم کرنا ہے۔ اس کے متعلق رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ وہ مجھے نیک باتیں کہتا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیکی اتنی ترقی کر گئی تھی۔ کہ اگر بری بات بھی آپ کے کان میں پڑتی تو وہ اچھی ہو جاتی تھی۔

اس کی مثال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کے ایک واقعہ سے بھی ملتی ہے۔ وہ کہیں جا رہے تھے۔ کچھ اور لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ کہ راستہ میں کتّا مرا پڑا تھا۔ ساتھیوں نے کہا۔ کیا بدصورت جانور ہے۔ کتنی بدبو آ رہی ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے کہا۔ دیکھو اس کے کیسے خوبصورت دانت ہیں۔ بات یہ ہے۔ کہ جس کے اپنے اندر خوبی ہو۔ اُسے برائی

میں بھی خوبی کا ہی پہلو نظر آتا ہے۔ اور جس کے اندر عیب ہو۔ وہ اچھی باتوں میں بھی عیب ہی دیکھتا ہے۔ اس لئے اگر اچھے انسان کی نظر بُری چیز پر پڑے۔ تو وہ اس میں سے بھی اچھائی اخذ کر لیتا ہے۔ اور بُرے کی نظر اگر اچھی چیز پر بھی پڑے۔ تو اسے بُرائی ہی نظر آتی ہے۔ پس یہ

ایک عام قانون

ہے۔ کہ اچھی چیزیں بُری سے ملکر بُری ہو جاتی ہیں۔ اور بُری اچھوں سے ملکر اچھی ہو جاتی ہیں۔ پس عید بے شک عید ہے۔ اور اس کے عید ہونے میں شبہ نہیں۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ ہم پر اس کا کیا اثر ہوتا ہے۔ دودھ دودھ ہی ہے۔ مگر مجھے اس کے پینے سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ گھی بے شک اچھی غذا ہے مگر کئی لوگوں کے معدے اسے ہضم نہیں کر سکتے۔

گوشت اچھی غذا ہے

اور خدا تعالیٰ نے اسکی تعریف کی ہے۔ مگر کئی لوگوں کو اس سے بواسیر ہو جاتی ہے۔ پس

عید خوشی کا دن ہی

مگر کیا ہر ایک کے لئے خوشی کا دن ہے۔ ہر ایک کیلئے تو قرآن بھی ہدایت نہیں ہے۔ کیا عید قرآن کریم سے بھی بڑھکر ہے۔ قرآن تو شروع سے لیکر اخیر تک ہدایت ہی ہدایت ہے۔ جس کا ایک ایک لفظ شفا اور رحمت ہے۔ پھر کیا یہی قرآن لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کے نزدیک گمراہی کا موجب نہیں ہے۔ پس کوئی یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ عید قران کریم سے بھی بڑھکر مبارک ہے۔ کہ ہر ایک کے لئے خوشی کا موجب ہو۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ جس طرح قرآن کریم

انسان کی قلبی حالت

کے مطابق اس کے لئے شفا اور ہدایت بنتا ہے۔ اسی طرح عید بھی کسی کے لئے عید ہوتی ہے۔ اور کسی کے لئے نہیں ہوتی۔ اب سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ کس کے لئے عید عید بنتی ہے۔ اور کس کے لئے نہیں بنتی۔ اس کے لئے ہمیں اسباب پر غور کرنا چاہیئے۔ کہ عید میں سب سے بڑی

خوشی کا موجب

کیا چیز ہوتی ہے۔ جب ہم اس بات کو دیکھتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ عید میں خوشی کا موجب اجتماع ہوتا ہے۔ دوست ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اس دن کاروبار بند کر دیتے ہیں۔ اکٹھے چلتے پھرتے ہیں۔ اور بنی نوع میں خدا تعالیٰ نے یہ مادہ رکھا ہے کہ جب وہ اپنے بھائیوں کو اکٹھے دیکھے۔ تو خوشی محسوس کرے۔ اس لئے جب انسان اکٹھے ہوتے ہیں۔ تو خوشی اور دلبستگی حاصل کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میلے ہوں یا اجتماع۔ ان میں خوشی کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ تو

اجتماع کی خوشی

فطرت میں ایسی رکھی گئی ہے کہ جب انسان اجتماع میں ہوتا ہے تو لذت اور آرام محسوس کرتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ ظاہری خوشی ہوتی ہے۔ پس حقیقی خوشی اجتماع کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دیکھو جن کو حقیقی اجتماع میسر آتا ہے۔ انہیں حقیقی خوشی ہوتی ہے اور جنہیں یہ میسر نہیں ہوتا۔ ان کے لئے کوئی خوشی نہیں ہوتی جن عورتوں کے بچے گھروں میں ہوتے ہیں۔ وہ عید کے دن خوشی مناتی ہیں لیکن جن کے پاس ان کے بچے نہ ہوں انہیں عید کے دن ہر چیز دیکھ کر رقت آ جاتی ہے۔ وہ دوسروں کو سیویاں کھلا رہی ہوتی ہیں۔ مگر ان کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا رہے ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں کو کپڑے پہناتی ہیں۔ مگر خود رنج و الم میں ڈوبی ہوتی ہیں۔ چونکہ خوشی کے ساتھ انہیں رنج پہنچا ہوتا ہے اس لئے ان کے لئے عید نہیں ہوتی۔ پھر کسی کے گھر کوئی مر جائے۔ تو وہ کیوں عید نہیں کرتے۔ اسی لئے کہ وہاں اجتماع نہیں رہا۔ بلکہ جدائی ہو گئی ہے۔ اور جدائی کی وجہ سے اس گھر والوں کو خوشی نہیں ہو سکتی۔ پس جب عید کی خوشی اصل اجتماع سے ہے۔ تو سوال یہ ہے کہ

عید کی خوشی کا حق

ان لوگوں کو کہاں میسر ہے۔ جنہیں حقیقی اجتماع حاصل نہیں ہوا۔ درحقیقت انسان کی پیدائش پر غور کیا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ انسان دو اجتماعوں کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی دو غرضیں اور دو مقصد ہیں۔ جو مذہب پیش کرتا ہے۔ اول یہ کہ خدا تعالیٰ سے اجتماع ہو۔ اور دوسرا یہ کہ بنی نوع انسان سے اجتماع ہو۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ اجتماع کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان سے ملے۔ اور اس کے ساتھ ایک ہو جائے۔ پس حقیقی عید اسی کی ہے۔ جس کا

خدا تعالیٰ سے وصال اور اجتماع

ہو گیا۔ جسے یہ حاصل نہیں۔ اس کے لئے کوئی عید نہیں۔ کیونکہ وہ ہستی جو کبھی فنا ہونیوالی نہیں وہ اللہ ہی کی ذات ہے۔ دوسری تمام ہستیاں ایسی ہیں۔ کہ جن سے اگر آج جوڑ ہوا۔ تو کل افتراق ہو گیا۔ بعض دفعہ موت ایسے انسانوں کو جدا کر دیتی ہے کہ انسان سمجھتا ہے اگر فلاں وجود مجھ سے جدا ہو گیا تو میں ایک منٹ بھی زندہ نہیں رہ سکوں گا۔ مگر جس سے اسے اسقدر محبت ہوتی ہے وہ مر جاتا ہے۔ اور پھر یہ زندہ رہتا ہے۔ وہ وجود کہ جس کے متعلق ایک انسان خیال کرتا ہے۔ جہاں اس کا پسینہ گریگا۔ وہاں میں اپنا خون گراؤں گا۔ اور خیال کرتا ہے کہ اس سے میرا الگ ہونا میرے لئے موت ہے مگر وقت آ جاتا ہے کہ اسے الگ ہونا پڑتا ہے اس کا محبوب دنیا سے چلا جاتا ہے اور وہ زندہ رہتا ہے۔ دیکھو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے بڑھکر کسی سے کسی کو کیا محبت ہو گی۔ جو صحابہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھی۔ یا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ سے تھی۔ اس کا اندازہ دنیوی رشتوں اور تعلقات کی بنا پر لگایا ہی نہیں جا سکتا۔ کس طرح صحابہ اپنے دوست۔ رشتہ دار۔ وطن اور جائدادیں چھوڑ کر آپ کے پاس آ گئے۔ اور کس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ایک نظر ڈالنے سے دُنیا و مافیہا بھول جاتے تھے۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔ اور وہ آپ کے

عشق و محبت میں چُور

جو سمجھتے تھے۔ کہ آپ کی جدائی میں ایک دن بھی زندہ نہ رہ سکیں گے زندہ رہے۔ اور دس۔ بیس۔ تیس۔ چالیس سال تک زندہ رہے۔ بیشک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذرا ذرا سی بات یاد کر کے انکی

آنکھوں میں آنسو

آ جاتے تھے۔ اور بلا شبہ آپ کی محبت اور پیار کے سلوک کو یاد کر کے ان کے لئے دنیا تلخ ہو جاتی تھی۔ مگر باوجود اس کے مرتے نہیں تھے۔ زندہ رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

کے متعلق آتا ہے۔ کہ آپ جب چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھائیں تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ جاتے۔ ایک عورت بیان کرتی ہے۔ ایک دن میں نے دیکھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا روٹی کھا رہی ہیں اور رو رہی ہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہوا۔ تو انھوں نے کہا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں آٹا چھاننے کا سامان نہ ہوتا تھا۔ میں گیہوں کوٹ کر آپ کو روٹی پکا دیتی تھی۔ اب مجھے یہ خیال آ رہا ہے کہ آپ کی زندگی میں بھی ایسا آٹا ہوتا تو میں آپ کو اس کی روٹی پکا کر کھلاتی۔ اس سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جدائی کی وجہ سے لقمے حلق میں پھنستے۔ کھانا نہ کھایا جاتا مگر پھر بھی حضرت عائشہ رضہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ۳۰-۴۰ سال تک زندہ رہیں *

اسی طرح

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک اشارہ سے نتیجہ اخذ کرنے والے تھے۔ اور جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یہ کیسی مبارک سورہ نازل ہوئی ہے کہ اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجاً فسبح بحمد ربک واستغفرہ انہ کان توابا تو صحابہ بہت خوش ہوئے۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رو پڑے۔ لوگوں نے پوچھا آپ کو کیا ہو گیا۔ خدا کا رسول خوشی اور فتح کی خبر دیتا ہے اور آپ رو رہے ہیں انھوں نے کہا تم نہیں جانتے۔ خدا کے رسول اسی وقت تک دنیا میں رہتے ہیں۔ جب تک ان کا کام ہوتا ہے۔ اگر فتح آ گئی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا زمانہ بھی آ گیا۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فوت ہو گئے۔ اور حضرت ابوبکر رضہ کی جان سانحۂ نکل گئی۔ گو وہ

موت کو زندگی سے بہتر

سمجھتے تھے۔ مگر یہ حالت ان کو مار نہ سکی ؛

پھر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ

کا کیا حال ہوا رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر۔ مگر کیا وہ آپ کے ساتھ مر گئے۔ مرے نہیں تھے۔ بلکہ ایک عرصہ تک بعد میں زندہ رہے۔ اور جو کام ان کے لئے مقدر تھا۔ وہ کر کے فوت ہوئے۔ تو خواہ کسی کو کسی سے کتنی محبت ہو۔ ساتھ مرتا نہیں۔ اور خدا تعالے کا قانون جدائی ڈال دیتا ہے۔ جو برداشت کرنی پڑتی ہے ؛

اب اس زمانہ میں ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کو دیکھا۔ آپ کے دیکھنے والوں کو آپ سے جو محبت تھی۔ اس کا اندازہ وہ لوگ نہیں کر سکتے۔ جو بعد میں آئے۔ یا جن کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں عمر چھوٹی تھی۔ مگر مجھے خدا تعالے نے ایسا دل دیا تھا۔ کہ میں بچپن سے ہی ان باتوں کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے ان لوگوں کی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے محبت کا اندازہ لگایا ہے جو آپ کی صحبت میں رہے۔ میں نے سالہا سال ان کے متعلق دیکھا۔ کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جدائی کی وجہ سے اپنی زندگی میں کوئی لطف محسوس نہ ہوتا تھا۔ اور دنیا میں کوئی رونق نظر نہیں آتی تھی۔

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ

جن کے حوصلہ کے متعلق جو لوگ واقف ہیں۔ جانتے ہیں کہ کتنا مضبوط اور قوی تھا۔ وہ اپنے غموں اور فکروں کو ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے۔ مگر انہوں نے کئی دفعہ جب کہ آپ اکیلے ہوتے اور کوئی پاس نہ ہوتا۔ مجھے کہا۔ میاں جب سے حضرت صاحب فوت ہوئے ہیں۔ مجھے اپنا جسم خالی معلوم ہوتا ہے۔ اور دنیا خالی خالی نظر آتی ہے۔ میں لوگوں میں چلتا پھرتا اور کام کرتا ہوں۔ مگر پھر بھی یوں معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیا میں کچھ کوئی چیز باقی نہیں رہی ؛

آپ کے علاوہ کئی اور لوگوں کو بھی میں نے دیکھا ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے ہیں ان کی

محبت اور عشق

ایسا بڑھا ہوا تھا۔ کہ کوئی چیز انہیں لطف نہ دیتی۔ اور وہ چاہتے کہ کاش ہماری جان نکل جائے۔ تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جا ملیں۔ مگر باوجود اس خواہش کے وہ زندہ تھے۔ مر نہیں گئے تھے ؛

پس

دنیا میں چیزیں

خواہ کیسی ہی محبوب کیوں نہ ہوں۔ ان سے جدائی ہوتی ہے اور وہ برداشت کرنی پڑتی ہے۔ لیکن ایک ایسی ہستی ہے۔ جس سے کبھی جدا نہیں ہونا پڑتا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس سے انسان جدا نہیں ہو سکتا۔ ممکن ہی نہیں۔ کہ اس سے جدا ہو سکے۔ اور وہ

خدا تعالیٰ کی ذات

ہے۔ انسان اگر اپنی نادانی اور غفلت سے خدا تعالے سے جدا بھی ہونا چاہے۔ تو بھی خدا تعالے چونکہ محیط ہے ہر ایک چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اس لئے انسان چاہے کتنا بھاگے اس کے احاطہ سے بھاگ نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ اپنے علم اور فضل سے ہر جگہ موجود ہے۔ اور جس طرح اس نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ اسی طرح ابوجہل کا بھی کیا ہوا تھا۔ ہاں اس کی

رحمت کئی شکلوں میں

نازل ہوتی ہے۔ کبھی تو اس کی رحمت فضل اور انعام کے ذریعہ نازل ہوتی ہے۔ اور کبھی عذاب کے ذریعہ۔ تبھی تو خدا تعالے نے یہ فرمایا ہے۔ رحمتی وسعت کل شیئ (۷-۱۵۵) اگر خدا تعالے کا عذاب دینا بھی رحمت نہیں۔ تو پھر رحمتی وسعت کل شیئ کس طرح ہوا۔ بات اصل میں یہی ہے۔ کہ خدا تعالے کی طرف سے کسی پر جو عذاب نازل ہوتا ہے۔ وہ بھی چونکہ اس کی بھلائی اور بہتری کے لئے ہی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ بھی انعام اور فضل ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ بندہ خواہ کس قدر خدا تعالے سے بھاگے۔ وہ اسے نہیں چھوڑتا۔ دیکھو ابوجہل اپنی ساری کوششوں کے باوجود خدا تعالے کے احاطہ سے بھاگ نہ سکا۔ اسی طرح فرعون بھی اپنی تمام سعی کے باوجود بھاگ نہ سکا۔ شداد اور نمرود نے بھی بھاگنے کی بہت کوشش کی۔ مگر بھاگ نہ گئے۔ کیونکہ وہ ایسی ہستی سے ملے ہوئے تھے۔ جس سے جدا نہیں ہو سکتے تھے۔ مگر اس حالت میں تو وہ ہستی ان سے ملی ہوئی تھی۔ وہ اپنی طرف سے نہ ملے ہوئے تھے۔ اور نہ اس کے لئے کوشش کرتے تھے۔ بات تو جب ہے۔ کہ

انسان بھی خدا تعالے سے ملنے کی کوشش کرے

دیکھو اگر ماں بچہ سے محبت کرے۔ لیکن بچہ اس سے دور بھاگے تو یہ ملاپ تو ہو گا۔ مگر اس کے ساتھ ہی جدائی بھی ہو گی۔ ماں کی طرف سے ملاپ ہو گا۔ اور بچہ کی طرف سے جدائی۔ مگر عید تب حقیقی عید بنتا ہے۔ جب دونوں طرف سے ملاپ ہو۔ بے شک اللہ تعالے کی طرف سے انسان کے ساتھ

ہر حالت میں ملاپ

رہتا ہے۔ خواہ انسان فسق و فجور کرے۔ خواہ انبیاء کا انکار کرے حتی کہ خدا کا بھی انکار کرے۔ پھر بھی خدا تعالیٰ اسے نہیں چھوڑتا۔ وہ یہی کہتا ہے۔ یہ میرا بندہ ہے۔ میں اسے کیوں چھوڑوں۔ کیونکہ خدا تعالے

وفا میں کامل اور محبت میں پورا

ہے۔ کوتاہی اگر ہوتی ہے۔ تو ہماری طرف سے ہی ہوتی ہے۔ مگر عید بننے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ہماری طرف سے غفلت نہ ہو۔ جس طرح خدا تعالے ہم سے ملا ہوا ہے۔ ہم بھی اس سے ملیں۔ پس وہ عید جس کے لئے واقعہ میں خوشی کا موقعہ ہو سکتا ہے۔ وہی ہے۔ جو اپنے مالک اور اپنے پیدا کرنے والے کے حضور جا گرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ میں تمام جدائیوں کو چھوڑ کر تیرے آگے آگرا ہوں۔ تو مجھے لے لے۔ اور اپنے پاس رکھ لے۔ جب یہ حالت ہو جائے۔ تب عید

حقیقی عید

کہلا سکتی ہے ؛

پھر دوسری عید وہ عید ہے۔ جب بنی نوع انسان آپس میں ملتے ہیں۔ مگر ہر اجتماع خوشی کا موجب نہیں ہوتا۔ دو دشمن اگر ایک جگہ جمع ہوں۔ تو انہیں خوشی نہیں ہو گی۔ بلکہ عداوت اور بڑھ جائے گی۔ لوگ کہتے ہیں۔ اگر دعوت کرنی ہے تو دو دشمنوں کو اکٹھا نہ کرو۔ ورنہ دعوت کا مزا کرکرا ہو جائے گا۔ تو بے شک اجتماع سے خوشی ہوتی ہے۔ مگر سچی خوشی تبھی ہوتی ہے۔ جب

دلوں کا اجتماع

ہو۔ پس سچی اور حقیقی خوشی اسی قوم کے لئے ہو سکتی ہے۔ جو دوسروں کو اپنے اندر شامل کرتی۔ ان کو جذب کر لیتی اور اپنے ساتھ ملا لیتی ہے۔ اور جو قوم دوسروں کو جذب نہیں کرتی۔ اور یہ قابلیت اپنے اندر پیدا نہیں کرتی۔ اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ کہ عید منائے۔ میں پوچھتا ہوں۔ وہ کس بات پر عید منا سکتی ہے۔ جب کہ اس کے بھائی اس سے جدا ہوں۔ اور اس کے بھائی ظلمت اور تاریکی میں پڑے ہوں تب

دوسری عید

انہی لوگوں کو منانے کا حق حاصل ہو سکتا ہے۔ جو دن رات اس کوشش میں لگے ہوں۔ کہ اپنے بھائیوں کو کھینچکر اپنے ساتھ ملا لیں۔ دیکھو دنیوی طور پر

یورپ کے لوگوں میں

کھینچنے اور جذب کرنے کی طاقت ہے۔ وہ عید منا رہے ہیں یا نہیں ساری دولت کھینچکر لے جا رہے ہیں۔ اور مزے اڑا رہے ہیں

مگر یہ مادی طور پر کھینچنا ہے۔ اسے سچی عید نہیں کہہ سکتے۔ سچی عید روحانی طور پر کھینچنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔

اس بات کو مدنظر رکھ کر اگر غور کرو۔ تو معلوم ہو گا۔ کہ

عید منانے کا استحقاق

صرف احمدی جماعت کے لئے ہی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا تعالےٰ تک پہنچنے کا دروازہ جو بند پڑا تھا۔ اس کے لئے کھول دیا ہے۔ کہ پھر ہمارے لئے ممکن بنا دیا ہے۔ اور ہم دنیا کو کھینچکر اپنے ساتھ ملا لیں۔ لوگ کس طرح کھینچ سکتے ہیں۔ روحانیت کے ذریعہ یا دلائل سے۔ اور دنیا سے روحانیت مفقود ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سچا تعلق پیدا کیا۔ اور حقیقی دلائل بھی موقوف ہو چکے ہیں۔ سوائے اس کے کہ جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چشمہ سے پانی پیا۔ عیسائیت اگر لوگوں کو کھینچ رہی ہے۔ تو

دنیوی زیب و زینت

کی وجہ سے۔ ورنہ کون سے دلائل ہیں عیسائیت کے پاس۔ جو دلائل کہلا سکنے کے مستحق ہیں۔ یہی حال ہندوازم۔ آریہ دھرم بدھ مذہب۔ سکھ دھرم وغیرہ کا ہے۔ پھر مسلمان کہلانیوالوں کے پاس کیا ہے۔ قرآن کریم دنیا میں موجود ہے۔ مگر ان کیلئے بند پڑا ہے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہمارے لئے ہی کھولا گیا ہے۔

پس اگر خدا تعالےٰ سے اجتماع کا امکان ہے۔ تو ہمارے لئے ہی ہے۔ اور اگر دنیا کو اپنے ساتھ ملا لینے کا امکان ہے تو وہ بھی ہمارے لئے ہی ہے۔ آگے یہ ہماری ہمتوں اور ارادوں پر منحصر ہے۔ کہ اس بارے میں ہم کیا کرتے اور کس قدر کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ مگر بہر حال ہمارے لئے امکان ہے اوروں کے لئے یہ بھی نہیں۔ اگر سچی عید حاصل ہو سکتی ہے۔ تو احمدیوں کو ہی ہو سکتی ہے۔ باقی یہ ہمارا کام ہے۔ کہ جو دیوار ہمارے راستہ میں ہے۔ اسے توڑ دیں۔ اوروں کے لئے ممکن نہیں۔ جب تک وہ بھی احمدیت میں داخل نہ ہو جائیں اور ان دلائل کو اخذ نہ کرلیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمائے ہیں۔ ہم میں سے بہت ہیں۔ جنہیں خدا تعالےٰ کے فضل سے حقیقی عید میسر ہے۔

خدا ان سے راضی ہے

اور وہ خدا سے راضی ہیں۔ اور خدا تعالےٰ نے ان میں وہ قوت اور طاقت رکھ دی ہے۔ جس سے بنی نوع انسان کو کھینچ رہے ہیں۔ مگر ابھی بہت سے ایسے ہیں۔ جن سے خدا تعالےٰ راضی نہیں ہوا۔ اور انہوں نے خدا تعالےٰ کو راضی نہیں کیا۔ وہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش نہیں کرتے۔ پس میں سب دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس کے لئے کوشش کریں۔ تا خدا تعالےٰ ان کے لئے سچی عید لائے۔ اور جس طرح بڑوں کے لئے عید حقیقی عید ہے۔ اسی طرح چھوٹوں کے لئے بھی ہو۔ اور

ہمیشہ کی عید

ہو۔ آج کی عید تو صبح آئی اور شام کو چلی جائیگی۔ مگر دوسری عید ہمیشہ ہمیش رہتی ہے۔ اور اس کا انسان کی موت سے بھی خاتمہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس میں اور ترقی ہو جاتی اور اس کی خوبیاں بڑھ جاتی ہیں۔ اس

عید کا مزا

ہماری جماعت کے کئی لوگوں نے چکھا ہے۔ اور ان کو بطور نمونہ خدا تعالےٰ نے پیدا کیا۔ مثلاً حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ کے متعلق الہام میں خدا تعالےٰ نے بتایا ؎

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے

آپ کا نام نوردین تھا۔ مگر خدا تعالےٰ نے واقعہ میں آپ کو

نور دین

بنا دیا۔ اسی طرح ہماری جماعت کے کئی اور لوگوں نے اپنی جانیں دیکر بتا دیا۔ کہ دین کے مقابلہ میں دنیا کی انہیں کوئی پروا نہیں ہے۔ پانچ نے تو یہ ثبوت پیش کر دیا۔ مگر یہی نہیں کہ یہ پانچ ہی ایسے تھے۔ ان کو موقعہ مل گیا۔ اور انہوں نے ایسا کیا۔ ورنہ ہزاروں ایسے انسان موجود ہیں۔ کہ اگر انہیں موقعہ ملے۔ تو ان سے بھی بڑھ کر نمونہ دکھائیں گے۔ مگر یہ

خدا تعالےٰ کی دین

ہے۔ جس کو چاہے چن لیتا ہے۔ پس سب لوگوں کو چاہیئے کہ سچی عید کے لئے کوشش کریں۔ تا دنیا جو سمجھتی ہے۔ کہ ہم مر رہے ہیں۔ پس رہے ہیں۔ دیکھ لے کہ ہم زندہ ہیں۔ اور کامیابی کا دروازہ صرف ہمارے لئے کھلا ہے۔ درحقیقت اگر

زندگی کی مستحق

ہے۔ تو ہماری ہی جماعت ہے نہ اور۔ مرنے اور مٹنے کے مستحق دوسرے لوگ ہیں۔ دیکھو موت اسکے لئے ہوتی ہے۔ جو جنگل میں پڑا ہو۔ اور اس کے قریب کہیں پانی نہ ہو۔ لیکن جو چشمہ کے کنارے بیٹھا ہو۔ وہ پیاس سے نہیں مر سکتا۔ اگر ہم میں سے کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جنہوں نے چشمہ سے پانی نہیں پیا۔ تو چشمہ تو ان کے پاس ہے۔ جب ہاتھ بڑھائیں گے۔ چشمہ سے سیراب ہو جائیں گے۔ مگر جن کے پاس چشمہ ہی نہیں۔ وہ کیا کر سکتے ہیں۔ پس ہمارے لئے صرف

ہاتھ بڑھانے کی دیر

ہے۔ خدا تعالےٰ کا فضل ہمارے لئے آسکتا ہے۔ سچی کامیابی ہمارے لئے مقدر ہے۔ آگے تھوڑی سی کوشش کی ضرورت ہے۔ وہ دشمن ہم پر کیا ہنس سکتا ہے۔ جو خود سراب پر بیٹھا ہے۔ کیا سراب پر بیٹھنے والے کا حق ہے۔ کہ چشمہ پر بیٹھنے والے پر ہنسے۔ اس کے لئے تو رونے کا مقام ہے۔ کیونکہ وہ سراب پر بیٹھا ہؤا سمجھتا ہے۔ کہ پانی کے کنارے بیٹھا ہے۔ حالانکہ وہ پانی نہیں ہے۔ پس دوستوں کو ہر قسم کی مایوسیوں اور ناامیدیوں کو دل سے نکال دینا چاہیئے۔ میں ان لوگوں کی عقل پر حیران ہوتا ہوں۔ جو کہتے ہیں۔ لوگ ہماری باتیں سنتے نہیں۔ اگر لوگ ہماری باتیں سننے کے لئے تیار نہیں۔ تو پھر خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ کیوں کیا ہے۔ کہ وہ ساری دنیا کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں پر لا کر ڈال دے گا۔ خدا تعالےٰ زیادہ جانتا ہے۔ یا تم۔ جب خدا تعالےٰ نے یہ وعدہ دیا ہے۔ تو معلوم ہؤا دنیا

حضرت مسیح موعود کی تعلیم

کو ماننے کے لئے تیار ہے۔ پس تم لوگ مایوسیوں اور ناامیدیوں کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ تمہارے لئے اور صرف تمہارے لئے عید کا دن مقرر ہو چکا۔ پھر کیا کوئی عید مناتے ہوئے بھی رویا کرتا ہے۔ دوسری قوموں کے لئے عید نہیں۔ وہ جتنا ماتم کریں۔ کر سکتی ہیں۔ مگر تمہارے لئے خوشی کا دن ہے۔ تمہیں عید منانی چاہیئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص عید کے دن روزہ رکھتا ہے۔ وہ شیطان ہے۔ اس کے یہی معنی ہیں۔ کہ جو عید نہیں مناتا۔ وہ شیطان ہے۔ جب خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے خوشیوں کی گھڑیاں لکھی ہیں۔ اور کامیابی کے وعدے دیئے ہیں۔ تو پھر جو ناامید ہوتا ہے۔ وہ شیطان بنتا ہے۔ میں پھر کہتا ہوں۔ تم مایوسیوں اور ناامیدیوں کو اپنے دلوں سے نکال دو۔ کیونکہ

خداوند خدا

جس کے ہاتھ میں سب دنیا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ تمہیں دنیا میں بڑھائے گا۔ اور تباہ ہونے سے بچائے گا۔ کیا تمہارے خیال سچے ہیں۔ یا خدا تعالےٰ کے وعدے سچے ہیں۔ بیشک تمہاری غفلت سستی اور کوتاہی سے کامیابی کے حاصل ہونے میں دیر ہو سکتی ہے۔ اس میں التوا ہو سکتا ہے۔ مگر وہ دن وہ کامیابی اور کامرانی کا دن جو تمہارے لئے مقدر ہو چکا ہے ہمیشہ کے لئے پیچھے نہیں ڈالا جا سکتا۔ وہ ایک دن کے لئے دو دن کے پیچھے ڈالا جا سکتا ہے۔ ہمیشہ کے لئے نہیں کیونکہ اگر وہ دن نہ چڑھے۔ تو خدا تعالےٰ کے وعدے جھوٹے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئیاں غلط ہونگی۔ مگر ہم جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ ہمارے علم جھوٹے ہو سکتے ہیں۔ ہمارا عرفان۔ ہمارا تجربہ جھوٹا ہو سکتا ہے۔ مگر خدا اور خدا کا رسول جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ دنیا کی ہر چیز جھوٹی ہو سکتی ہے۔

ہمارے اپنے وجود وہم ہو سکتے ہیں۔ مگر خدا کے وعدے کبھی جھوٹے نہیں ہو سکتے۔ پس

میرے دوستو اُٹھو

اور خدا تعالےٰ نے تمہارے لئے جو عید بنائی ہے۔ اسے مناؤ یہ بھی عید ہے۔ جو آج منائی جا رہی ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں وہ بہت بڑی عید ہے۔ جو خدا نے تمہارے لئے رکھی ہے۔ دیکھو پیتل، تانبے کے زیور بھی ہوتے ہیں۔ اور انہیں مال سمجھا جاتا ہے۔ مگر سونے کے زیوروں کے مقابلہ میں انہیں جھوٹے زیور کہتے ہیں۔ حالانکہ وہ مفت نہیں ملتے۔ ان کی بھی قیمت ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ عید بھی بے شک عید ہے مگر اصل عید کے مقابلہ میں ایک بے حقیقت چیز ہے۔ تم اس کے لئے تو تیاریاں کرتے ہو۔ مگر کیا ہی افسوس کی بات ہے۔

اصل عید کے لئے تیاری

نہیں کرتے۔ خدا تعالیٰ نے تم میں اپنا ایک نبی بھیجا۔ مگر تم میں سے بہت ایسے ہیں۔ جو ابھی تک نا امیدیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اگر تم اس پیتل کے زیور کو خوشی سے قبول کرتے ہو تو سونے اور جواہرات کے زیوروں کو کیوں رد کرتے ہو۔ ان کی ایسی قدر کرو۔ جس کے وہ مستحق ہیں۔ اپنے دلوں میں وہ محبت پیدا کرو۔ کہ ہم خدا تعالیٰ سے ملجائیں۔ اور لوگوں کے دلوں میں وہ محبت پیدا کرو۔ کہ ہم سے ملجائیں۔ دنیا سے افتراق دور ہو۔ تا وہ

خوشی کا دن

آئے۔ جو آسمان پر ہمارے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اور سچے دل سے کہو۔ اے خدا تیری بادشاہت جس طرح آسمان پر ہے زمین پر بھی ہو۔ مگر نہ ان معنوں میں جنہیں عیسائی کہتے ہیں۔ بلکہ ان معنوں میں جنہیں انبیاء کہتے چلے آئے ہیں۔

اب میں

دُعا

کروں گا۔ کہ خدا تعالیٰ ہمارے لئے حقیقی عید لائے۔ ہماری تاریک راتوں کو روشن دنوں سے بدل دے۔ اور ہماری سستیوں اور کوتاہیوں کو دور کر دے ٭ (۵ اپریل ۲۶ء کی تقریر)

تبلیغی ٹریکٹ منگوالیں

انجمن احمدیہ سید والہ کی طرف سے حکم ربانی۔ ندائے آسمانی و عصمۂ رحمانی نہایت عمدہ طور پر چھپوائے گئے ہیں جو کہ کئی ہزار سیکرٹری پاس موجود ہیں جن احباب کرام کو غیر احمدی احباب میں برائے تبلیغ ضرورت ہو وہ ٹکٹ برائے محصول ڈاک بھیجکر مفت منگوا سکتے ہیں ٭

عاجز محمد ابراہیم۔ سکرٹری انجمن احمدیہ سید والہ

قتلِ مُرتد اور احادیث

(۳)

قرآن مجید میں تو قتل مرتد کا اشارہ تک نہیں۔ بلکہ اشارتاً اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔ کہ ایک شخص بار بار مومن اور بار بار کافر ہو۔ تب بھی اسے اس کی زندگی کے آخری لمحہ تک توبہ کی فرصت دینی چاہیئے۔ اور صاف طور پر بتا دیا گیا کہ دین میں سختی نہیں۔ مگر حدیثوں میں البتہ چند باتیں اس قسم کی مروی ہیں۔ جن سے قتل مرتد کے جواز پر سند لائی جا سکتی ہے۔

ان احادیث کی توثیق و تضعیف سے پہلے ایک اصولی بات پیش نظر رکھ لینی چاہیئے۔ ابو داؤد نے اپنے سنن میں صحیح اسناد کے ساتھ حضرت ام سلمہ رضؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

انی انما اقضی بینکم برائی فیما لم ینزل علیّ۔ جن باتوں کے متعلق مجھ پر کوئی وحی نہیں آئی۔ میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔

"ان احکام پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مختلف مواقع پر دیئے۔ ان کے متعلق شبہ ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مجتہدانہ قیاسات ہوں۔ اگرچہ آپ کے اجتہادات بشرطیکہ صحیح اسناد کے ساتھ مروی ہوں۔ ہمارے لئے قرآن ہی کی طرح واجب العمل ہیں۔ مگر اجتہاد اصل کے خلاف نہیں ہوتا۔ اور حدیث قرآن مجید کی آیات کی تنسیخ نہیں کر سکتی۔ مگر یہ اصول احناف کی رائے کے خلاف ہے۔ اور ہمارے مخاطب زیادہ تر حنفی علماء ہیں۔ اس لئے ہم کو غور کرنا چاہیئے کہ یہ حدیثیں امام صاحب کے اصول موافق نسخ قرآن کی صلاحیت رکھتی ہیں یا نہیں؟ امام صاحب کے نزدیک حدیث ناسخ کے لئے شرط ہے کہ (۱) مستفیض ہو۔ یعنی اتنے زیادہ ذریعوں سے مروی ہو کہ اس کے اندر ضعف کی گنجایش نہ ہو۔ امام صاحب کے نزدیک احاد یعنی محض ایک یا دو ذریعوں سے مروی حدیثیں ناسخ قرآن نہیں ہو سکتیں (۲) حدیث ناسخ کا وقت بیان معلوم ہونا چاہیئے قتل مرتد کے ثبوت میں جتنی حدیثیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ ان میں سے ایک بھی اصول پر کامل نہیں اُترتی۔

قتل مرتد کے سلسلہ میں جو مضامین علمائے دیوبند کے فتوے کے خلاف میری نظر سے گذرے۔ اکثر مضمون نگاروں نے احادیث کے متعلق یا تو صرف اتنا لکھ کر خاموشی اختیار کر لی کہ قرآن کے خلاف ہیں یا بعض نے زیادہ مہربانی کی تو احادیث کے ضعف کی طرف اشارہ کر دیا۔ حالانکہ صحیح احادیث سے ہم کسی طرح قطع نظر نہیں کر سکتے۔ نہ یہ کہکر خاموش رہ سکتے کہ "وہ دوسرا زمانہ تھا" احادیث اگر ضعیف ہیں۔ تب بھی اگر محض بناوٹی نہیں ہیں تو کم از کم ان احادیث کا مفہوم مشترک قابل استناد ہے۔ البتہ تفصیلات قابل استناد نہیں۔ دس بھول جانیوالے یا دس جھوٹے متفقاً ایک ہی بات کہیں۔ اور کذب پر اتفاق کے قرائن موجود نہیں تو اس واقعہ کو کسی نہ کسی حد تک تسلیم کرنا ضروری ہے۔ اس بناء پر اگر وہ احادیث جن سے قتل مرتد کے ثبوت کا کام لیا جاتا ہے۔ سب کی سب ضعیف ثابت ہوں۔ تب بھی ہم کو قرآن کی روشنی میں اسقدر حقیقت کو الگ کر لینا ضروری ہے۔ جتنا بہرحال صحیح ہے۔

ہم کو احادیث کی نوعیت پر غور کرنے کی ضرورت صرف اس لئے ہے کہ ہم ثابت کریں کہ یہ احادیث اس قابل نہیں کہ قرآن کے کسی حکم کو نسخ کریں ٭

آپ سوال کر سکتے ہیں کہ قرآن مجید میں تو کہیں بھی قتل مرتد کی مخصوص طور پر کوئی ممانعت نہیں۔ پھر حدیث سے اگر قتل مرتد ثابت ہو جائے۔ تو نسخ کہاں؟ لیکن قرآن مجید میں مرتد کے متعلق کچھ احکام تو ضرور ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحؒ کے نزدیک زیادت علی القرآن بھی نسخ کی تعریف میں داخل ہے۔ امام شافعی کے نزدیک یہ نسخ نہیں۔ بلکہ تخصیص ہے۔ وہ حدیث کو ناسخ قرآن تو نہیں بلکہ مفسرین و محققین مانتے ہیں۔

بہرحال احادیث قتل مرتد سے ہم کسی امام کی رائے کے مطابق قطعی انکار نہیں کر سکتے۔ قرآن مجید کی مطابقت کے ساتھ ہر صحیح حدیث بلکہ چند ضعیف حدیثوں کے مشترک مفہوم پر غور کرنا ہمارا ضروری فرض ہے ٭

جو حدیثیں قتل مرتد کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہیں چھ ہیں۔

من بدل دینہ فاقتلوہ

سب سے اہم دلیل جو قتل مرتد کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ من بدل دینہ فاقتلوہ جو شخص اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔ اگر یہ حدیث ان شرائط پر کامل اُترے۔ جو ناسخ قرآن کے لئے ضروری ہیں۔ تو قتل مرتد مذہباً نہ صرف درست بلکہ واجب ہے۔ یہ حدیث تقریباً تمام کتب احادیث میں مذکور ہے۔ اس حدیث کے تمام اجزاء پر بیک نظر غور کرنے کے بعد راوی اول کی شخصیت پر غور کرو تو یہ حدیث مخالف قرآن نہ ہو۔ تب بھی پایۂ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہے ٭

واقعہ یہ ہے۔ کہ حضرت علی رضؓ نے کچھ مرتدین کو زندہ جلا دیا (بخاری باب استتابۃ المرتدین میں زنادقہ کا لفظ آیا ہے) امام احمد کی روایت میں ہے کہ "ان زنادقہ کے پاس کچھ کتابیں تھیں"۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے۔ کہ "یہ لوگ پوشیدہ طور پر بت پرستی کرتے تھے۔ مگر بیت المال سے وظیفہ بھی لیا کرتے تھے۔ حضرت علی رضؓ نے انکو قید کر کے لوگوں سے مشورہ کیا۔ لوگوں نے قتل کا مشورہ دیا تو آپ نے فرمایا نہیں میں تو وہی کروں گا۔ جو ان لوگوں نے

ہمارے باپ ابراہیمؑ کے ساتھ کیا۔ پھر ان کو جلوا دیا۔" اس کے بعد تمام کتب صحیحہ متفقاً روایت کرتی ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضؓ کو اس کی خبر ہوئی۔ تو انہوں نے فرمایا "میں ہوتا تو جلوانے نہ دیتا۔ کیونکہ رسول خدا نے حکم دیا ہے۔ کہ خدا کا عذاب کسی کو نہ دو۔ البتہ ان کو قتل کر دیتا۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ من بدل دینہ فاقتلوہ۔ "جو شخص اپنا دین بدل دے۔ اس کو قتل کر دو"۔ امام بخاری کی ہدایت باب استتابۃ المرتدین میں بھی مروی ہے۔ کہ جب حضرت علی رضؓ نے سنا۔ کہ ابن عباس نے یہ کہا۔ تو فرمایا۔ ونح ابن عباس رضؓ۔

کہیں سے اس کا پتہ نہیں چلتا۔ کہ یہ الفاظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کب اور کس ماحول میں ارشاد فرمائے تھے۔ اس لئے یہ حدیث قرآن مجید کے حکم لا اکراہ فی الدین کو منسوخ نہیں کر سکتی۔ یہ حدیث اگرچہ تمام ائمہ حدیث نے روایت کی ہے۔ مگر مستفیض یعنے طرق کثیرہ سے مروی نہیں ہے علاوہ بریں اس حدیث کو پورے اجزا کے ساتھ پڑھو۔ کہ راوی اول کون ہے؟ تو اس حدیث کا پایہ تمہاری نظر سے گر جائے گا۔

اس حدیث کا ابتدائی حصہ یہ ہے۔ کہ حضرت علی رضؓ نے جو حضرت ابن عباس سے زیادہ آنحضرتؐ کے ساتھ رہے۔ ایک خلاف شریعت اور خلاف انسانیت وحشیانہ فعل کیا۔ یعنے انسانوں کی ایک جماعت کو جلوا دیا۔ اور کیوں جلوایا؟ کیا کسی قرآنی آیت کی بنا پر؟ نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ممانعت تھی۔ کہ ایسا کام نہیں ہونا چاہیئے۔ جس کی اطلاع اس اعلم امت اور اقضی الناس کو نہ تھی۔ کیا مسلمانوں کی متفقہ رائے سے؟ نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا مشورہ اس کے خلاف تھا۔ پھر کیوں؟ صرف اس لئے کہ یہ لوگ بے دین تھے اور بے دینوں نے کئی ہزار سال پہلے حضرت علی رضؓ کے مورث کو آگ میں ڈالا تھا۔ کیا یہ منصفانہ انتقام ہے۔ دیکھو اس روایت کا راوی اول کون ہے؟ عکرمہ مولیٰ ابن عباس عکرمہ کون ہیں؟ مولیٰ ابن عباس۔ جن پر حضرت ابن عمر اور سعید ابن مسیب کذب کا الزام لگاتے ہیں۔ ابن عمر برابر اپنے مولیٰ نافع سے کہا کرتے تھے۔ "نافع! جس طرح عکرمہ ابن عباس پر جھوٹ گڑھا کرتا ہے۔ تم مجھ پر جھوٹ نہ گڑھنا۔ ابن معین فرماتے ہیں۔ کہ امام مالک ان سے روایت قبول نہ کرتے تھے۔ کیونکہ یہ صفریہ (خارجیوں کا ایک فرقہ ہے) تھے۔ علی ابن مدینی کہتے ہیں۔ کہ یہ اہل نجدہ (خوارج) کے ہمخیال تھے۔ مصعب زبیری کہتے ہیں۔ یہ خارجی تھے۔ اور اپنے آقا کو بھی خارجی سمجھتے تھے۔ ان لوگوں کے علاوہ بعض دوسرے علماء نے جرح و تعدیل نے ان کے سچے اور راست ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ مگر خوارج کے ہمخیال ہونے کی کسی نے تردید نہ کی۔ کیا ایسے شخص کی وہ روایت بھی قابل اسناد ہو سکتی ہے۔ جس میں حضرت علی رضؓ کے علم عظمت۔ انسانیت اور اخلاق پر حرف آتا ہو۔ امام بخاری وغیرہ ان کی ثقاہت پر اس لئے بھروسہ کرتے ہیں کہ خوارج کے نزدیک جھوٹ بولنا کفر ہے۔ لیکن کیا یہ ممکن نہیں کہ مفہوم سمجھنے میں ان سے غلطی ہوئی ہو۔ خود ایوب جو ان کے شاگرد اور اس حدیث کے راوی ہیں۔ اور ان کی ثقاہت و صداقت کے قائل ہیں۔ ان کو "کم عقل" بتاتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحؒ کے اصول بموجب حدیث ضعیف کو قیاس پر ترجیح دینے کی شرط یہ ہے کہ راوی فقیہ ہو "کم عقل" نہ ہو۔ اور اس کی فہم و فراست پر اعتماد نہ ہو۔ جب قیاس پر ترجیح دینے کی یہ شرط ہے۔ تو یہ حدیث قرآن کے حکم لا اکراہ فی الدین کو کیسے منسوخ کر سکتی ہے۔ اور قرآن سے جس قدر احکام مرتد کے متعلق ظاہر ہوتے ہیں۔ ان میں کوئی بات کیسے بڑھائی جا سکتی ہے۔

علامہ عینی (حنفی) شرح بخاری میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ ابن طلاع نے کہا ہے۔ کہ مشہور کتب حدیث میں سے ایک میں بھی یہ واقعہ درج نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مرتد کو قتل کیا۔ اگر "من بدل دینہ" کی روایت صحیح ہوتی۔ تو ضرور ہم کو کسی مرتد کے قتل کا علم ہوتا۔ حضرت علی رضؓ نے جن زنادقہ کو جلوایا یا قتل کیا تھا علامہ عینی ان کے متعلق فرماتے ہیں کہ "وہ عبداللہ بن سبا (یہودی) کے پیرو تھے۔" جو منافقانہ ایمان لائے تھے اور مسلمانوں میں تفرقہ کا بیج بوتے تھے۔ ایسے لوگوں کو فنا کر دینا سیاستہً ضروری تھا۔

واقعہ ابن ابی سرح

دوسری چیز جو قتل مرتد کے ثبوت میں پیش کی جا سکتی ہے۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا قصہ ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ بزرگ پہلے کاتب وحی تھے۔ پھر مرتد ہو کر کافروں سے جا ملے۔ فتح مکہ کے روز حضورؐ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ مگر حضرت عثمان بن عفان رضؓ نے ان کو پناہ دی۔

اس قدر واقعہ تمام کتب حدیث میں بواسطہ عکرمہ ابن عباس سے مروی ہے۔ اس روایت کو مصعب بن سعد نے حضرت سعد سے بھی روایت کیا ہے۔ آخری جزو اس روایت کا یہ ہے۔ کہ فتح مکہ کے روز عبداللہ بن سعد بن ابی سرح حضرت عثمان رضؓ کے یہاں چھپ گئے۔ حضرت عثمان رضؓ انکو آنحضرتؐ کے پاس بیعت کی غرض سے لائے۔ حضرت رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ نظر اٹھائی۔ تیسری مرتبہ آپنے بیعت لی۔ اور پھر فرمایا۔ کیا تم میں کوئی سمجھدار آدمی نہیں۔ جو اٹھتا۔ اور اسے قتل کر دیتا۔ لوگوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! ہم کو آپ کے دل کا حال معلوم نہیں تھا۔ آپنے اشارہ کیوں نہ فرما دیا۔ فرمایا۔ کسی نبی کے لئے جائز نہیں کہ آنکھوں سے دغا دے۔" یہ دونوں روایتیں اس قابل نہیں۔ کہ ان سے استناد کیا جائے۔ عکرمہ کا حال معلوم ہو چکا۔ مصعب ابن سعد کی روایت خود بول رہی ہے۔ کہ یہ حضرت عثمان رضؓ پر زبردست اتہام ہے۔ اور اس انداز میں باندھا گیا ہے کہ خود جناب رسالت پناہی پر بھی حرف آتا ہے۔ خود مصعب بن سعد تو ثقہ ہیں۔ مگر ان کے بعد سلسلہ رواۃ میں ایک شخص اسماعیل ابن موسیٰ السیدی پڑتا ہے۔ یہ غالی شیعی ہے۔ حضرت عثمان کی ذات پر جو اتہام باندھے۔ اس کے لئے روا ہے۔ ابن حبان نے عطف زبیدی کے ساتھ ابو بکر بن ابی شیبہ یا ہناد کا قول نقل کیا ہے۔ ذالک الفاسق الیشتم السلف یہ فاسق سلف کو گالیاں دیتا ہے۔ جو لوگ ان کی توثیق کرتے ہیں۔ وہ بھی "لیس بہ باس" اور صدوق سے بڑھکر کچھ نہیں کہتے۔ اسمٰعیل کے بعد کے راوی کا نام اسباط بن نظر ہے یہ بھی بجائے خود امام احمد الساری اور ابو حاتم کے نزدیک ضعیف بلکہ متروک الحدیث ہیں۔ ایسے لوگوں کی روایت کو تو قیاس پر بھی ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

اس قدر تضعیف کے بعد بھی ہم اصولاً صرف تفصیلات کے منکر ہیں۔ دو تین ضعیف راوی با ختلاف کچھ واقعات بیان کرتے ہوں۔ اور کذب پر اتفاق رائے کر لینے کا گمان نہ ہو سکے۔ تو مفہوم مشترک معتبر ہے۔ عکرمہ اور اسمٰعیل کا زمانہ ایک نہیں۔ لہذا اتفاق رائے کر کے واقعہ تصنیف کرنے کا گمان نہیں ہے۔ اس بنا پر اس قدر تسلیم کرنا ضروری ہے۔ کہ عبداللہ ابن ابی سرح پہلے مرتد ہو گئے تھے۔ کہ فتح مکہ کے روز ان پر موت کا حکم صادر ہوا۔ مگر وہ مسلمان ہو گئے۔ اس لئے یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔

علاوہ بریں خود یہ واقعہ قتل مرتد کی دلیل نہیں۔ کیونکہ ان کا جرم محض ارتداد نہ تھا۔ بلکہ وہ مسلمانوں کے محارب دشمنوں سے مل گئے تھے۔ جسے فلحق بالکفار کے الفاظ میں ادا کیا گیا۔ اور یہ حکم فتح مکہ کے روز جو لڑائی اور جہاد کا دن تھا۔ نافذ ہوا تھا۔ حالت جنگ میں محارب مرتد کو قتل کرنے کی اجازت سے انکار نا ممکن ہے۔

شاتم رسول

تیسری دلیل قتل مرتد کے وجوب کی جو دی جا سکتی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ ایک عورت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی جوش میں آ کر ایک صحابی نے اسے مارا۔ مر گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا خون ہدر کر دیا یعنے قصاص معاف کر دیا۔

اس روایت کو ابو داؤد نے عکرمہ اور شعبی کی روایت سے نقل کیا ہے ۔ عکرمہ کا درجہ جو ہے سو ہے ۔ عکرمہ کے بعد ایک راوی عثمان الشحام ہیں ۔ جن کے متعلق یحیٰی بن سعید القطان کا بیان ہے ۔ کہ یہ "قوی نہیں" امام نسائی بھی کہتے ہیں ۔ کہ "یہ قوی نہیں"۔ امام احمدؒ اور ابو حاتم کہتے ہیں "لیس بہ باس" یعنی بہت کمزور نہیں ۔ امام شعبی کی ثقاہت میں کون شبہ کر سکتا ہے ؟ مگر یہ حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں ۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ ابن مسعودؓ ، اسامہؓ ، معاذ بن جبلؓ ، زید بن ثابتؓ اور حضرت علیؓ سے ایک حدیث بھی نہیں سنی ، یہ حاکم کا قول تھا ۔ دیگر آئمہ فن کی رائے ہے ۔ کہ انہوں نے حضرت علی کی زبان سے صرف ایک حدیث سنی ہے ۔ جسے امام بخاری نے باب الرجم میں نقل کیا ہے ۔ اس بناء پر یہ حدیث مجروح ہے ۔ نہ معلوم امام شعبی کے اوپر کس راوی کا نام چھوٹ گیا ہے ۔ ضروری نہیں ۔ کہ جس پر امام شعبی کو اعتماد ہو وہ رائے متفقاً ثقہ ہو +

اس حدیث پر جرح کا مقصد صرف یہ ہے ۔ کہ قرآن سے جو کچھ سمجھ میں آتا ہے ۔ اس پر کچھ کم و بیش کرنے کی صلاحیت یہ حدیث بھی نہیں رکھتی ۔ مگر امام شعبی کا نام آجانے کی وجہ سے نفس واقعہ سے انکار کرنا بھی ناممکن ہے +

اس واقعہ کو تسلیم کرنے کے بعد بھی وجوب قتل مرتد کا ثبوت نہیں ملتا ۔ کیونکہ اس عورت کو ایک صحابیؓ نے جوش میں آکر قتل کر دیا تھا ، آنحضرتؐ نے بحیثیت امام المسلمین قصاص معاف کر دیا ۔ اس حدیث سے زیادہ سے زیادہ یہ ثبوت ملتا ہے ۔ کہ اگر کسی کافر یا برائے نام مسلم نے آنحضرت صلعم کو گالی دی ۔ اور کسی مسلمان نے ایمانی جوش سے مغلوب ہو کر اسے قتل کر دیا ۔ تو مسلمان کے امام کو حق ہے ۔ کہ مراحم خسروانہ سے کام لیکر اسے قصاص سے بری کر دے ہر متمدن قانون ایسی صورت میں ایسے قاتل کے لئے رحم کی اجازت دے گا ۔ جس کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگا کر جوش پیدا کر دیا گیا ہو +

روایت ابوہریرہؓ

ایک واقعہ یہ بھی قتل مرتد کے ثبوت میں پیش کیا جاتا ہے ۔ کہ ابوہریرہؓ ابن ابی موسیٰؓ اشعری کے متعلق فرماتے ہیں کہ یمن میں ایک شخص مرتد ہو گیا تھا ۔ حضرت ابو موسیٰؓ اشعری ۲۰ روز تک سمجھاتے رہے اتنے میں معاذ بن جبلؓ مدینہ سے تشریف لائے ۔ اونٹ سے اترے نہ تھے ۔ ان سے اترنے کی درخواست کی گئی وہ مرتد اس وقت موجود تھا ، فرمایا :- "لا انزل حتی یقتل قضاء اللہ ورسولہ ۔ جب تک خدا اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق یہ قتل نہ ہوئے ۔ میں نہ اتروں گا"

اس واقعہ کو نے روایت کیا ہے ۔ رواۃ اسناد سب ثقہ ہیں ۔ مگر اس روایت میں قضاء اللہ کا لفظ ہے جس سے معلوم ہوا ۔ کہ وہ ان مرتدین سے تھا ۔ جن کا قتل حکم الٰہی یعنی آیات قرآنی کے مطابق ضروری ہے ۔ قرآن مجید میں محض ارتداد کی سزا قتل کہیں نہیں لکھی ہے ۔ یہ حدیث قرآن پر تو کچھ اضافہ کر نہیں سکتی ، لہٰذا لامحالہ یہ حدیث کسی آیت قرآنی کی تشریح ہے ۔ جس میں بعض جرائم کی بناء پر مرتدین کے قتل کا اشارہ پایا جاتا ہے +

اباق الی الشرک

پانچویں دلیل جو قتل مرتد کی ہو ہے ۔ کہ ابو داؤد نے حضرت جریر سے روایت کی ہے ۔ کہ آنحضرت نے فرمایا ۔ کہ اذا ابق العبد الی الشرک فقد حل دمہ ۔ "جب بندہ شرک کی طرف بھاگے ۔ تو اس کا خون مباح ہے" اس حدیث کی تمام رواۃ ثقہ ہیں ۔ یہ حدیث بھی قتل مرتد کے وجوب کا ثبوت نہیں ۔ صرف جواز کا ثبوت ہے ۔ مگر ابھی یہ غور کرنا باقی ہے ۔ کہ حکم مطلق ہے یا مقید مفہوم اس حدیث کا تغیر عبارت کے ساتھ وہی ہے ۔ جو حدیث لا یحل دم مسلم الخ کا مفہوم ہے +

خون مسلم کے حلال ہونیکی تین شرطیں

قتل مرتدین کے متعلق صحیح ترین روایت وہ ہے ۔ جسے امام بخاریؒ نے کتاب الآیات میں عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے ۔ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :

لا یحل دم امرء مسلم یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ الا باحدی ثلث النفس بالنفس والثیب الزانی والمفارق لدینہ التارک للجماعۃ ۔ مرد مسلم کا خون جو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتا ہے ۔ صرف تین صورتوں میں جائز ہے (۱) جان کے بدلے جان (۲) ثیب زانی (۳) اپنے دین سے الگ اور جماعت سے کنارہ ہونے والا ۔

اس مفہوم کو حضرت عائشہؓ ذیل کے لفظوں میں ادا فرماتی ہیں :- لا یحل دم امرء مسلم یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ الا باحدی ثلث رجل زنی بعد احصان فانہ یرجم ورجل خرج محاربا باللہ ورسولہ فانہ یقتل او یصلب او ینفی من الارض او یقتل نفسا فیقتل بہا ۔ کسی مرد مسلم کا خون جو کلمہ گو ہو حرام ہے ۔ مگر تین صورتوں میں ۔ جو آدمی بیاہ جانیکے بعد زنا کرے تو اسے سنگسار کیا جائے ۔ جو آدمی اللہ و رسول سے لڑنے کیلئے نکلے تو وہ قتل کیا جائے ۔ یا اسے سولی دی جائے یا اسے ملک سے نکال دیا جائے ۔ جو آدمی کسی جان کو مارے اس کے بدل میں قتل کیا جائے ۔

ان دونوں روایتوں پر یکجا غور کرنے سے تمام دشواریاں حل ہو جاتی ہیں ۔ ایک ہی مفہوم ہے ۔ جسے کسی نے من بدل دینہ الخ کے الفاظ میں ادا کیا ۔ اور کسی نے المفارق لدینہ التارک للجماعۃ کے انداز میں بیان کیا ۔ من ابق الی الشرک الخ کا بھی وہی مطلب ہے جسے حضرت عائشہؓ نے رجل خرج محارباً اللہ ورسولہ الخ کی عبارت میں ظاہر کیا ۔

اس میں شک نہیں ۔ کہ حدیث ابن مسعودؓ کا درجہ حدیث عائشہؓ سے بلند ہے ۔ لیکن اسناد دونوں روایتوں کے صحیح ہیں ۔ مقابلہ بعد کے راویوں میں کیا جائے ۔ تو حدیث ابن مسعودؓ کو ترجیح ہو گی ۔ خود حضرت عائشہؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے مقابلہ میں ابھی حتی کو ترجیح دی جائیگی ۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت سے زیادہ مستفیض ہوا ہے ۔ مگر حضرت ابن مسعودؓ جناب رسالت مآب صلعم کے الفاظ کو یاد رکھا کرتے ۔ اس لئے ان کی حدیث کے الفاظ کے متعلق رسول خدا کے الفاظ ہونے کا یقین ہوتا اگر ان کے بعد کے راوی بھی علقمہ جیسے لوگ ہوتے ۔ مگر اس حدیث کے تمام رواۃ ایسے نہیں تاہم قرین قیاس ہے ۔ کہ حدیث ابن مسعودؓ کے الفاظ خود آنحضرتؐ کے تھے ۔ حضرت عائشہ کی روایت سے اس کی وضاحت ہو گئی ۔ کہ کس قسم کے مرتد کو قتل کرنا مباح ہے ۔ اور اس حدیث سے اس کی بھی تعیین ہو گئی ۔ کہ آنحضرت صلعم کے اس حکم کا مبنیٰ کون آیت ہے ۔ خود الفاظ حدیث بتا رہے ہیں ۔ احادیث اور فقہ میں قتل جتنے احکام ہیں ۔ سب کی بنیاد اس آیت پر ہے :-

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیہم وارجلہم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لہم خزی فی الدنیا ولہم فی الآخرۃ عذاب عظیم ۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کرتے ہیں ۔ اور زمین پر فساد برپا کرتے ہیں ۔ ان کا بدلہ یہی ہے ۔ کہ وہ قتل کئے جائیں ۔ یا سولی دیئے جائیں یا دائیں بائیں ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ لیا جائے ۔ یا ملک سے نکال دیئے جائیں ۔ یہ دنیاوی زندگی کی ذلت ہے ۔ اور آخرت میں ان کو بڑا عذاب ہو گا ۔

تمام فقہا اس آیت کو باغیوں کے حق میں مخصوص بتاتے ہیں ۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک امام کو حق ہے ۔ کہ مناسب موقع جو سزا چاہے دے ۔ مگر شوافع کے نزدیک مستوجب قتل وہی ہو گا ۔ جس نے کسی مسلم کو قتل کیا ہو ۔ ڈاکو کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں ۔ جلا وطن ہر باغی کیا جا سکتا ہے +

جن باغیوں کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی ۔ وہ مرتد بھی ہو گئے تھے ۔ انہیں کے متعلق آنحضرت صلعم نے فرمایا تھا ۔ کہ من ابق الی الشرک فحل دمہ +

اشتہارات

کارخانہ امرت دہارا کی سلور جوبلی کی خوشی میں ۳۱ مئی ۱۹۲۶ء تک امرت دھارا ۳/۴ قیمت پر اور باقی ادویات وکتب (صابن دیسی ٹکیاں) نصف قیمت پر ملتی ہیں۔ اس حساب سے امرت دہارا اڑھائی روپیہ والی ۱۲/۸ میں سوا روپیہ والی ۱۵/ میں اور آٹھ آنہ والی ۶/ میں بک رہی ہے اور صابن بجائے ۱۴/ کے ۱۰/ میں اور ٹکیاں بجائے ۴/ کے ۳/ میں ملتی ہیں۔ مفصل فہرست آپکے پاس نہیں تو جلدی منگوالیں!

خط وکتابت وتار کیلئے پتہ :۔ امرت دھارا لاہور

کان

کان کی تمام بیماریوں۔ بہٹ بہرہ پن۔ کم سننے۔ آوازیں ہونے۔ درد زخم۔ ورم خشکی۔ پردوں کی کمزوری۔ بچوں بڑوں کے کان بہنے۔ نزلہ وغیرہ پر وہ مطب اینڈ سنز پیلی بھیت کا روغن کرامات وہ شرطیہ دوا ہے جس پر انگریزی ڈاکٹر فدا ہیں۔ بیس سال تک کے بیمار اصلی صحت پا چکے۔ قیمت فی شیشی ایک روپیہ چار آنہ (عہ) اعتبار نہ ہو تب یہاں تشریف لاکر علاج کرلیجئے ذمہ اور مرگی کا بھی شرطیہ علاج کیا جاتا ہے دھوکہ بازوں سے ہوشیار ہوکر عقل سے کام لیں۔ اپنا پتہ صاف لکھئے۔ ہمارا پتہ یہ ہے :۔

بہرہ پن کی دوا مطب اینڈ سنز پیلی بھیت۔ یو۔ پی

پانصد روپیہ نقد لیجئے

یہ امر تو اب اظہر من الشمس ہوچکا ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنے۔ دھند غبار گوہانجنی۔ رتوندہ۔ ناخونہ۔ موتیابند۔ غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ +

انسپکٹر پولیس کی شہادت :۔ جناب سید محی الدین احمد صاحب انسپکٹر حلقہ ادری سے لکھتے ہیں۔ کہ آپ کا تیار کردہ سرمہ واقعی بہت عمدہ ہے۔ آنکھوں کی میل نکالنے اور صاف رکھنے میں اس سے عمدہ دوسرا سرمہ نہ ہوگا۔ دکھتی اور گندی آنکھوں میں اس کا استعمال کرایا گیا۔ فوراً فائدہ ہوا۔ اس شہادت کو جعلی ثابت کرنیوالے کو پانصد روپیہ نقد ملیگا +

المشتہر :۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

اکسیر تسہیل ولادت کے متعلق ضروری اطلاع

اکسیر تسہیل ولادت کے مفید ہونیکا یہ کافی ثبوت ہے۔ کہ مقامی علاقہ میں بھی اس کی مانگ اس قدر زیادہ ہے۔ کہ بیرونی فرمائشوں کی تعمیل کے لئے وقت نکالنا ہمارے لئے مشکل ہے۔ لیکن چونکہ اس کی مانگ دن بدن بڑھ رہی ہے۔ ہمیں اس کا الگ دفتر مقرر کرنا پڑے گا جس سے اس کے ترسیلی اخراجات بڑھ جائیں گے۔ اور ہمیں اس کی قیمت میں اضافہ کرنا پڑیگا جو دوست منگانا چاہیں۔ قیمت بڑھنے سے پہلے فوراً منگالیں۔ ابھی اسکی وہی سابقہ قیمت صرف دو روپے معہ محصولڈاک ہے + منیجر شفاخانہ

خاص خدر کی

بڑھیا کلاہ زرید ار درجہ اول جیسا کہ شکل سے ظاہر ہو رہی ہے کلاہ ڈیڑھ روپیہ ریشمی رومال مختلف رنگوں سفید رجن تین روپے ریشمی آزار بند زرید ار مختلف رنگوں کے فیدرجن تین روپے ریشمی مشہدی لونگی رنگ سیاہ نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ چھ گز فی لونگی چار روپے دو آنہ تولیہ پورے پلنگ کا ابرا ریشم کا نہایت ہی اعلیٰ درجہ کا فی تولیہ تین روپے ریشمی مفلر یعنی گلوبند رنگین فیعدد ۱ روپیہ بارہ آنہ لونگی سوتی چینی سات گز لمبی فی لونگی تین روپے ریشمی بنارسی صافہ زرید ار سات گز لمبائی صافہ سات روپیہ چار خانہ پھولدار فی عدد ڈیڑھ روپیہ ریشمی ٹکشائی فیدرجن سوا پانچ روپے + ملنے کا پتہ منیجر سودیشی کھدر پرچارک کمپنی لودہانہ پنجاب

دنیا منسیا

دردسر کی بے خطا دوائی

ٹکیہ کھاتے ہی دردسر غائب

قیمت فی بکس (۲۴ خوراک) ایک روپیہ چار بکس تین روپے فی ٹکیہ ایک آنہ محصولڈاک وغیرہ ایک بکس سے لیکر ۴ بکسوں تک چھ آنہ ۶/

پتہ :۔ حکیم حاذق علم الدین سند یافتہ پنجاب یونیورسٹی قلعہ سٹریٹ امرتسر

رجو علیطہ

قوت کی لاثانی بینظیر دوائی

جو بوڑھوں جوانوں بچوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ بکثرت خون صالح پیدا کرکے اعضاء رئیسہ کو قوت بخشتی ہے۔ مفرح قلب ہے۔ اعصابی امراض کیلئے نعمت غیر مترقبہ عورتوں کے لئے خاص امراض کا مؤثر ومجرب علاج۔ محافظ حمل ودافع مرض اٹھرا۔ پیدائشی کمزوریوں کے لئے موجب توانائی۔ تندرستوں کے لئے محافظ صحت۔ جلد منگوائیے۔ فی شیشی مکمل علاج۔ خوراک ایک ماہ ہے ؛

ایس۔ اے حکیم احمدی سنجولی پوسٹ آفس ...

مکان قابل فروخت

ایک مکان پختہ آٹھ مرلہ (مرلہ = ۲۲۵ مربع فٹ) زمین میں واقع محلہ دارالفضل بر لب سڑک متصل ہائی سکول ہر دو جانب ورانڈے ڈیوڑھی کل مکان پختہ نوتعمیر خشت لکڑی عمدہ بسبب ضرورت مالک اصلی لاگت ڈہائی ہزار روپیہ پر فروخت کرتا ہے۔ یا نصف قیمت پر رہن باقبضہ۔ موقع کے لحاظ سے بہت عمدہ ہے۔ جن احباب کو خریدنا منظور ہو مجھ سے خط وکتابت کریں (صاحبزادہ) مرزا بشیر احمد قادیان۔ ضلع گورداسپور

آنکھ کی بے نظیر دوائی

خدا کے فضل سے آنکھ کی ہر مرض کے لئے مفید ہے امتحان شرط ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ۔ نمونہ کا پیکٹ ایک آنہ۔ محصولڈاک بذمہ خریدار +

محمد احمد اینڈ کمپنی قادیان

بندوق

۱۲ بور ڈبل بیرل بریچ لوڈ گھوڑے والی ۶۳/ ہمرلس ماعہ ۱۱/ ۔ کارتوس ایلی اسمو کلس ڈائمنڈ فیصدی ۱۲/ ۱۲/ فی ہزار ماعہ ۱۱/ فہرست مفت +

رائل پانیر آرمس کمپنی میرٹھ

اشتہارات

کنارسی رونس

طاقت ـ قوت ـ صحت اور خوشی کی دوا

کنارسی رونس:ـ جو نہایت مفید اور گہرا اثر پیدا کرنیوالی دواؤں کا مجموعہ ہے ـ اپنی نظیر آپ ہی ہے ـ نہایت قیمتی اجزاء سے تیار کی گئی ہے ـ اور تجربہ کار ڈاکٹروں نے بالاتفاق اس کی خوبی کی گواہی دی ہے ـ **کنارسی رونس**:ـ خون کو صاف کرتی ہے ـ دل کو طاقت دیتی ہے ـ اعصاب کو مضبوط کرتی ہے ـ **کنارسی رونس** ـ خون بڑھاتی ہے ـ قوت ہضم کو زیادہ کرتی ہے ـ معدہ انتڑیوں اور جگر کو طاقت بخشتی ہے ـ **کنارسی رونس** ـ دل کو خوش کرتی ہے ـ افسردگی کو دور کرتی ہے ـ اور تھکان کو مٹاتی ہے ـ **کنارسی رونس** ـ خون کی کمی ـ بحبس ـ خنازیر ـ دل کی کمزوری ـ ریگ گردہ کی خرابی ـ پرانے ملیریا ـ ناصاف خون ـ دانتوں کی خرابی ـ بار بار ہونے والا نزلہ ـ دوری کھانسی اور پرانے نمونیا اور ابتدائی سل کا بہترین علاج ہے ؞

کنارسی رونس:ـ عورتوں کی مخصوص بیماریوں کا نہایت ہی اعلےٰ علاج ہے ـ ایام کی بے قاعدگی ـ ایام میں درد ہونے خون کی قلت اور آزار کو فوراً دور کرتی ہے ؞

ہم صرف اس وقت ایک سرٹیفکیٹ اس کے فوائد کے متعلق درج کرتے ہیں ـ چودھری بدرالدین صاحب اپنی بیوی کے متعلق بتاتے ہیں ـ کہ "انہیں ۹ سال سے بواسیر تھی ـ اور بات آٹھ ماہ سے سخت قبض تھی کہ کئی کئی دن کے بعد پاخانہ آتا تھا ـ تیسرے چوتھے دن بخار ہو جاتا تھا ـ خون کی شدت ایسی تھی ـ کہ بے ہوشی کی حالت ہو جاتی تھی ـ ضعف قلب کی شکایت پیدا ہو گئی تھی جس دن **کنارسی رونس** کا استعمال کیا ـ اس دن سے فائدہ ہونے لگا ـ دل کا ضعف جاتا رہا ـ کام کاج کی طاقت آنے لگی ـ بخار جاتا رہا ـ علاوہ ازیں جسم پر خارش اور منہ پر چھائیوں کی تکلیف تھی ـ اور مسوڑے پھولے ہوئے تھے ـ ان امراض کو بالکل آرام ہو گیا"؞

کنارسی رونس:ـ ہر بڑے قصبہ میں بڑے دوا فروشوں سے مل سکتی ہے ـ قیمت صرف عہ ـ تین شیشیاں للعہ ـ اگر دوا فروشوں سے نہ ملے ـ تو براہ راست ہم سے طلب کریں ؞

سارے ہندوستان کے لئے واحد ایجنٹ:ـ

ایسٹرن ٹریڈنگ کمپنی قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ـ ضابطہ دیوانی)

بعدالت مطالبہ خفیفہ امرت سر

فرم وساکھی مل بڈھا مل بذریعہ باوا دتا مل سکنہ امرت سر مجیٹھ منڈی ـ مدعی ؞

بنام

فرم منشی رام برج لال بذریعہ منشی رام سکنہ ڈھوڈ ول حال وارد کوٹ نیناں تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور ـ مدعا علیہ

دعوےٰ ۱۵۳ بروئے بہی کھاتہ

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ کے نام سمن کئی بار جاری ہو چکے ہیں ـ مگر معلوم ہوتا ہے ـ کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے ـ لہذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے ـ کہ اگر مدعا علیہ مذکور اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ پیشی ۸ ۵/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کریگا ـ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی ؞

آج بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

تحریر ۱۶ ۴/۲۶ ؞ مہر عدالت دستخط حاکم

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت مطالبہ خفیفہ امرت سر

سوبھا رام ولد گھسیٹا مل اروڑہ سکنہ امرت سر ـ بیرون دروازہ لوہگڑھ ـ مدعی ؞

بنام

ترکھا رام ولد کشوری لال بانہ سکنہ امرت سر حال وارد قادیان ـ تحصیل بٹالہ ـ ضلع گورداسپور ـ مدعا علیہ ؞

دعوےٰ ۲۷۰/ بروئے تمسک

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ کے نام سمن کئی بار جاری ہو چکے ہیں ـ مگر معلوم ہوتا ہے ـ کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے ـ لہذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی، مشتہر کیا جاتا ہے ـ کہ اگر مدعا علیہ مذکور اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ پیشی ۱ ۵/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کرے گا ـ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی ـ

آج بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

تحریر ۱۲ ۴/۲۶ مہر عدالت دستخط حاکم

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ـ ضابطہ دیوانی)

بعدالت مطالبہ خفیفہ امرت سر

دیوان چند ولد بنی مل قوم سوکھتری سکنہ امرت سر ـ بیرون دروازہ لوہگڑھ مدعی ؞

بنام

ترکھا رام ولد کشوری لال سکنہ امرت سر ـ حال وارد قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ؞

دعوےٰ ۱۳۸/ بروئے تمسک

مقدمہ مندرجہ بالا میں مدعا علیہ کے نام سمن کئی بار جاری ہو چکے ہیں ـ مگر معلوم ہوتا ہے ـ کہ مدعا علیہ تعمیل سمن سے گریز کرتا ہے ـ لہذا اشتہار ہذا زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی مشتہر کیا جاتا ہے ـ کہ اگر مدعا علیہ مذکور اصالتاً یا وکالتاً بتاریخ پیشی ۱ ۵/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہو کر پیروی مقدمہ نہ کریگا ـ تو اس کے برخلاف کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جائے گی ؞

آج بہ ثبت دستخط ہمارے اور مہر عدالت کے جاری کیا گیا

تحریر ۱۲ ۴/۲۶ مہر عدالت دستخط حاکم

(اشتہار زیر دفعہ ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی)

بعدالت جناب صاحب سب ڈویژنل افسر بہادر تحصیل خوشاب

دعوےٰ دیوانی ۴۸ سنہ ۱۹۲۶ء

پیر بخش ولد نور محمد اعوان سکنہ نوشہرہ ؞

بنام

سنت سنگھ و پرتاب سنگھ پسران جوالا سنگھ سکنائے نوشہرہ وگل بھانیاں ولد شبیر محمد اعوان

دعوےٰ سزا بلا اطلاع عنایہ مورخہ ۲۶ ۴/۲۶ درباره اراده انتقال بیع حقوق موروثیت اراضی ۱۷½ بیگہ خسرہ نمبر ۱۴۳ و ۱۴۲۴ و ۱۴۰۰ و ۱۴۱۶ از صرف عوض دفعہ ۷۷ ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء ؞

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مسمی پرتاب سنگھ وگل بھانیاں

سکنہ نوشہرہ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام پرتاب سنگھ دگل جھانیاں مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر پرتاب سنگھ دگل جھانیاں مذکور تاریخ ۳۰ ماہ اپریل ۱۹۲۶ء کو مقام شاہ پور با دورہ حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا۔ تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی ؞

آج بتاریخ ۱۶ ماہ اپریل ۱۹۲۶ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا ؞

مہر عدالت　　　　دستخط حاکم

(اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰)

بعدالت جناب چوہدری محمد لطیف صاحب سب جج درجہ چہارم جھنگ

بمقدمہ

جوایا رام ولد بھائی رام چند۔ گوروارہ سکنہ مگھیانہ مدعی ٭
بنام جیون بیگ وغیرہ ٭

دعویٰ | ۲۵۰
آمدہ از اپیل

اشتہار بنام خدایار ولد احمد کوہار سکنہ حال حسن خاں۔ تحصیل جھنگ ؞

درخواست مدعی پر عدالت کو اطمینان ہوگیا ہے۔ کہ مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمنات سے گریز کر رہا ہے۔ لہذا اس کے نام اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ جاری کیا جاتا ہے کہ مورخہ ۳۰/۴/۲۶ کو حاضر عدالت ہذا ہوکر پیروی مقدمہ کی کرے۔ ورنہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی ٭
۱۹/۴/۲۵

مہر عدالت　　　　دستخط حاکم

ضرورت

ضلع کیمل پور میں اسلامیہ سکول کھلا ہے۔ جس میں ایک نارمل پاس ٹیچر کی ضرورت ہے۔ تنخواہ ۳۰ روپے ماہوار ہوگی جو احباب ملازمت کرنا چاہیں۔ وہ اپنی اپنی درخواستیں مع نقول سرٹیفیکیٹ و سکرٹری مقامی جماعت سے چال چلن کی تصدیق کر کے بھیجدیویں ٭

ناظر امور عامہ

قانونگو ایسوسی ایشن

بفضل خدا تحصیل بٹالہ میں ماہ اکتوبر ۱۹۲۵ء سے ینگ ایسوسی ایشن قائم ہوگئی ہے۔ برادران قوم اس کار خیر میں شمولیت فرماویں۔ اس کے مقاصد یہ ہیں۔ قوم کی تعلیمی معاشرتی اقتصادی حالت کو مدنظر رکھنا اور رسوم قبیحہ کا تدارک کرنا۔ باہمی اتحاد و تعاون۔ عناد و بغض سے پرہیز۔ قومی ہمدردی کی روح پیدا کرنا یتیم بچوں اور لاوارث بچوں کی تعلیم و تربیت۔ چندہ ماہواری کم از کم ۸ ہوگا ٭

الداعی:۔ ایس۔ ایم سراج دین قانونگو سکرٹری ینگ قانونگو ایسوسی ایشن [illegible]

ہندوستان کی خبریں

لاہور ۱۹ اپریل۔ جینوا کی بین الاقوامی مزدور کانفرنس میں مزدوران ہندوستان کی نمائندگی کے لئے لالہ لاجپت رائے ہفتہ کی شام کو جینوا جانے کے لئے روانہ ہوگئے ٭

لاہور ۱۸ اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ ملتان۔ امرتسر۔ کرنال اور حصار کے اضلاع میں طاعون کی وبا پھیل رہی ہے ٭

لاہور ۱۷ اپریل۔ ۳ مئی کو صبح کے وقت پٹھانکوٹ میں ایک جدید ریلوے لائن کی رسم افتتاح ادا کیجائیگی ۲ مئی کی شام کو لاہور سے اسپیشل گاڑیاں روانہ ہونگی۔ جن میں گورنر پنجاب اور دوسرے معزز مہمان مقام کو تشریف لے جائیں گے۔ اس لائن کا نام کانگڑہ ویلی ریلوے ہوگا ٭

شملہ ۱۸ اپریل۔ اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ کہ ہز ایکسیلنسی وائسرائے کا بخار اتر گیا ہے۔ اور اپنے فرائض سرانجام دینے شروع کر دیئے ہیں۔ آپ کے عملہ کے بہت سے ارکان جن کی طبیعت کسی قدر ناساز تھی۔ ان کی حالت بھی بہتر ہوگئی ہے ؞

لاہور ۱۹ اپریل۔ آج چیف جسٹس کے روبرو مسٹر پی۔ ایل۔ اے بیرسٹر کلکتہ کی لڑکی کی طرف سے ایک درخواست اس مطلب کی پیش کی گئی۔ کہ چونکہ اس کا شوہر ظالم اور زانی ہے۔ اس لئے شادی فسخ کردی جائے۔ اس کا شوہر سر سندر سنگھ مجیٹھیہ سابق ممبر اگزیکٹو کونسل گورنمنٹ پنجاب کا بھتیجا ہے۔ اور زنا کا الزام سردار جوگندر سنگھ وزیر صنعت و حرفت پنجاب گورنمنٹ کی دختر کے متعلق لگایا گیا ہے ٭

کلکتہ ۱۷ اپریل۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ حال کے فسادات کے سبب سے کلکتہ کے مارواڑیوں نے چھوٹے درجہ کے مسلمان ملازمین کو برخاست کرنا شروع کردیا ہے ٭

حیدر آباد ۱۷ اپریل۔ حال میں جو طوفان یہاں آیا تھا۔ اس سے قصر فلک نما کو نقصان پہونچا۔ بہت سے قیمتی شیشے ٹوٹ گئے۔ نقصان کا اندازہ ۳۵ ہزار کیا جاتا ہے ٭

دہلی ۲۱ اپریل۔ مجلس مرکزیہ خلافت کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں صوبجات کے دورہ کے لئے ایک وفد بنایا گیا۔ تاکہ وہ ملک میں تعمیری کام کا جال بچھائے۔ اور مجالس خلافت قائم کرے۔ داخلہ کونسل کے متعلق فیصلہ ہوا۔ کہ نظام خلافت کی طرف سے امیدوار کھڑے نہ کئے جائیں۔ لیکن مجالس صوبجات کو اختیار دیا جائے۔ موتمر حجاز کے لئے چار ارکان منتخب کئے گئے۔ جو مسلمانان ہند کے نقطۂ نگاہ کو سلطان کی خدمت میں پیش کریں گے۔ اس وفد کے صدر مولانا سید سلیمان ندوی اور ارکان مولانا شوکت علی۔ مولانا محمد علی اور مسٹر شعیب قریشی ہونگے۔ مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی اس سفر پر اپنا خرچ صرف کریں گے۔ مجلس نے خلافت کانفرنس کا خاص اجلاس منعقد کرنے کا بھی فیصلہ کیا ہے۔ جو ۷ و ۸ مئی کو دہلی میں منعقد کیا جائے گا۔ اس اجلاس میں مجلس کے دستور و آئین کی تبدیلی پر غور کیا جائے گا۔ تاکہ نظام خلافت مسلمانان ہند کی تمام مقتضیات کو پورا کر سکے ٭

شملہ ۲۱ اپریل۔ ہز ایکسیلنسی لارڈ اروِن معہ اپنی بیگم صاحبہ کے آج صبح شملہ پہنچ گئے۔ آپ کا استقبال نہایت گرمجوشی کے ساتھ کیا گیا۔ اور اکتیس توپوں کی سلامی سر کی ٭

کلکتہ ۲۰ اپریل۔ اخبار اسٹیٹسمین لکھتا ہے۔ کہ فرقہ وارانہ فساد کی وجہ سے اس امر کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان کانسٹیبلوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے ٭

کلکتہ ۱۹ اپریل۔ پنڈت مدن موہن مالوی نے کلکتہ پہونچکر ایک ہندو انجمن کی بنیاد ڈالی۔ سر عبدالرحیم نے مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ایک مسلم پارٹی قائم کی ہے۔ اور اپنی ادارت میں ایک انگریزی اخبار بھی جاری کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ٭

ممالک غیر کی خبریں

طہران ۱۶ اپریل۔ آج طہران میں شدید برف باری ہوئی۔ اتنی سخت برف باری اس موسم میں آج تک کبھی نہیں ہوئی تھی ٭

آسٹریلیا میں تین سو سال کی بائبل کی ایک کاپی رکھی تھی۔ نیویارک کے ایک دوکاندار نے اسے ۳ لاکھ ۱۸ ہزار میں خریدا ہے ٭

رگبی ۱۸ اپریل۔ کل لارڈ اور لیڈی ریڈنگ کا پانچ سال ہندوستان میں گذار کر لنڈن میں واپسی پر بو سرکاری استقبال کیا گیا۔ اس میں انتہائی خلوص کا اظہار کیا گیا۔ ملک معظم ملکہ معظمہ اور وزیر اعظم کے خاص نمائندے پلیٹ فارم پر ان کے منتظر تھے۔ اور ان کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد اعزا و احباب کی تھی۔ جن کے ساتھ کابینہ کے ممبروں میں وزیر ہند برکن ہیڈ وزیر نو آبادیات۔ مسٹر ایمرے اور اٹارنی جنرل سر ڈگلس ہاگ شامل تھے۔ ممتاز ہندوستانیوں اور اینگلو انڈین اصحاب کی بھی ایک بڑی تعداد موجود تھی ٭

قسطنطنیہ ۱۸ اپریل۔ سینیور مسولینی کی طرابلس الغرب کی کارروائیوں سے ترکوں کی گہری دلچسپی اور مشہورہ یونانی اطالوی معاہدہ کے متعلق جس سے سفیر اطالیہ مقیم ترکی کو انکار ہے۔ ترکوں کی

(عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)